عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۳۴ | ۹ تا ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۴۰

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

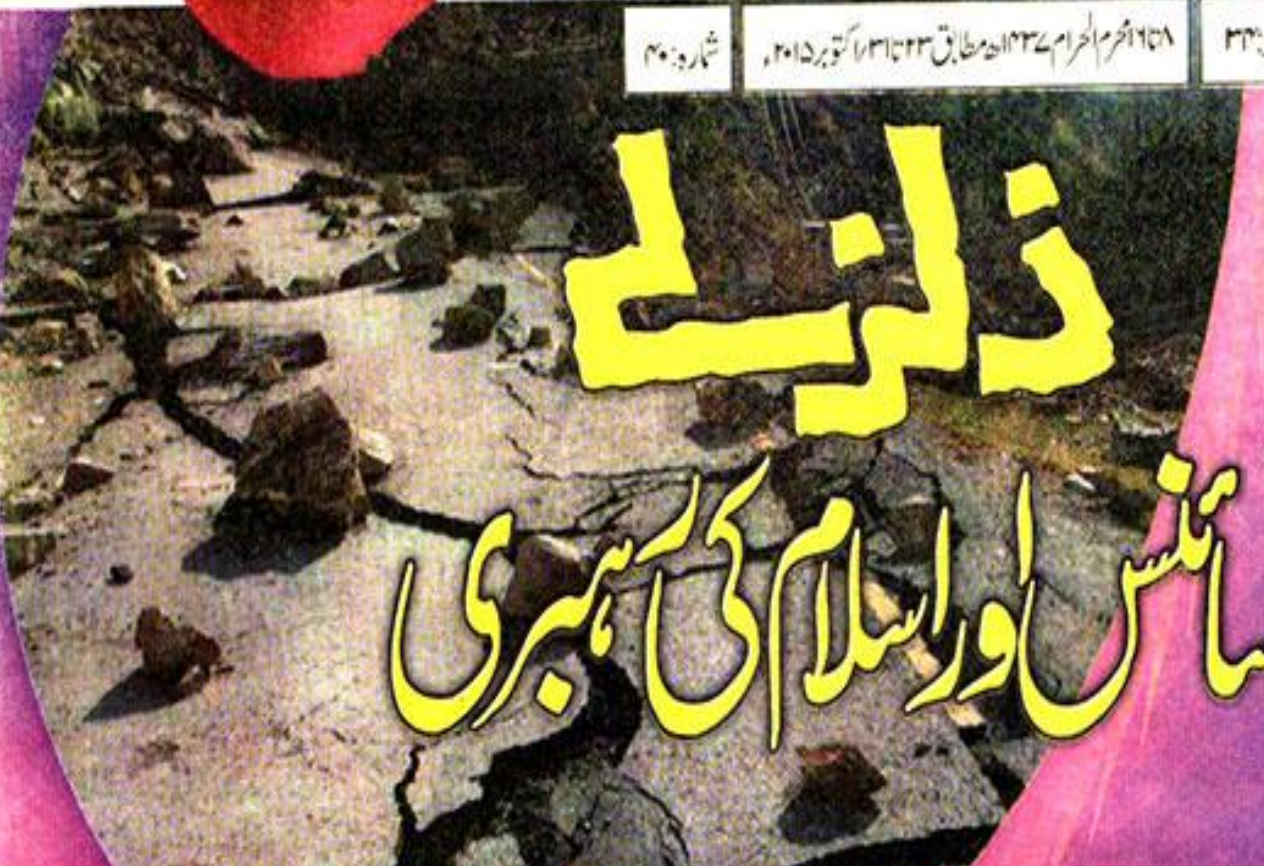

زلزلے
سائنس اور اسلام کی رہبری

حضرت مولانا مفتی محمود
حیات و کردار

اسلامی تقویم
تاریخ اور اہمیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

بجلی کی چوری

س:......کنڈے کی بجلی استعمال کرنا کیسا ہے؟ زیادہ بل سے بچنے کے لئے اے سی وغیرہ کو کنڈے ڈال کر چلانا جائز ہے؟ اسی طرح بعض مساجد میں بھی کنڈے کی بجلی استعمال کی جاتی ہے، کیا یہ چوری نہیں ہے؟ ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے اور اس چوری کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا؟

ج:......بجلی کا میٹر نہ لگوانا یا میٹر میں خرابی پیدا کردینا کہ جس کی وجہ سے صحیح اندازہ نہ ہوسکے کہ کس قدر بجلی استعمال کی جاتی ہے۔ یہ شرعاً چوری کہلائی گی تو پھر کنڈا ڈال کر بجلی استعمال کرنا کس طرح جائز ہوگا؟ گھروں میں یا مساجد میں کسی بھی جگہ بجلی کی چوری کرنا حرام ہے اور اس کا وبال ان لوگوں کے ذمہ ہے جو اس کے ذمہ دار ہیں یعنی مالک مکان اور مسجد کی کمیٹی کے حضرات اور اہل محلہ وغیرہ لہٰذا ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ فوراً بجلی کا میٹر لگوائیں اور چوری کی بجلی استعمال نہ کریں، جب تک میٹر نہیں لگ جاتا اس وقت تک بجلی کے محکمہ سے بات کرکے عارضی طور پر جو بندوبست ہوسکے اس کے مطابق کیا جائے۔

بے نمازی کی دعا

س:......کیا بے نمازی کی دعا قبول نہیں ہوتی؟ ایسے لوگ اگر دوسرے نیکی کے کام کریں تو اسے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے یا ان کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی؟

ج:......نماز چھوڑ دینا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی بڑھتی ہے، کیونکہ نماز خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جو بندے نماز صحیح اور درست انداز میں پڑھتے ہیں ان سے اللہ راضی ہوجاتے ہیں اور اس کی برکت سے ان شاء اللہ! وہ دوسرے حقوق بھی ادا کرسکیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی توفیق نصیب ہوگی اور جو نماز کا اہتمام نہیں کرتے، کچھ بعید نہیں کہ وہ دین کے دوسرے احکامات پر بھی عمل نہ کرپائیں اور فسق وفجور بڑھتا جائے۔ بہرحال انسان جو نیکی کا کام کرے اس پر وہ اجر کا مستحق ہے اور جو بُرا کام کرے اس پر گناہ اور سزا کا مستحق ہے۔ باقی دعا اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کی سنتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے بندہ اللہ کی رحمت سے دور ہوجاتا ہے، اس لئے ہروقت توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہئے۔

مسلمانوں کے لئے دعا واستغفار

س:......استغفار کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور کیا سب مسلمانوں کے لئے دعا واستغفار کرنا چاہئے، چاہے وہ زندہ ہوں یا انتقال کرگئے ہوں؟

ج:......استغفار زندہ اور مردہ سب مسلمانوں کے لئے کرنا چاہئے۔ مثلاً یوں کہئے: ”اللھم اغفرلی وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات“ اور اردو میں یہ الفاظ کہہ لے کہ: ”اے اللہ! میری اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش فرما۔“

اس کا فائدہ یہ ہے کہ جو شخص پوری امت کے لئے استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کی بھی بخشش فرمادیتے ہیں اور جس شخص کے لئے بہت سے مسلمان استغفار کررہے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے اس شخص کی بھی مغفرت فرمادیتے ہیں، گویا پوری امت کے لئے استغفار کرنے کا فائدہ استغفار کرنے والے کو بھی پہنچتا ہے اور جن کے لئے استغفار کی جائے ان کو بھی، کیونکہ استغفار کے معنی بخشش کی دعا کرنے کے ہیں اور یہ دعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی، جس کے لئے استغفار کیا جائے گویا اس کے لئے مغفرت کی شفاعت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی شفاعت کو قبول فرماتے ہیں۔

☆☆............☆☆..............☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ ۸تا۱۶محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳تا۳۱ اکتوبر ۲۰۱۵ء شمارہ:۴۰

اس شمارے میں!

حضرت مولانا مفتی محمودؒ... حیات و کردار!	۴	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلامی تقویم، تاریخ اور اہمیت	۸	مولانا عبداللہ خالد قاسمی
زلزلے: سائنس اور اسلام کی رہبری	۱۱	مولانا محمد تبریز عالم قاسمی
۱۰ اکتوبر کی ایک دمشقی شام	۱۶	مولانا محمد نعمان تونسوی
نواسۂ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت	۲۲	مولانا منظور احمد نعمانی
معرکہ یمامہ کی سرزمین میں چند گھنٹے (۳)	۱۱	مولانا عبدالمالک مجاہد
چہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، کراچی	۲۶	مولانا عبدالرؤف
تحریک ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک (۴۵)	۲۶	سعود ساحر

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور راتا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مفکرِ اسلام

حضرت مولانا مفتی محمودؒ..... حیات وکردار!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

مولانا مفتی محمودؒ کا تعلق افغان قبیلہ ناصر سے تھا۔ آپ کے والد گرامی کا اسم گرامی خلیفہ محمد صدیق تھا۔ مولانا محمد صدیق صاحب کا اصلاحی تعلق خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور خانقاہ یٰسین زئی پنیالہ کے حضرات سے تھا۔ اسی خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب کے آپ خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا خلیفہ محمد صدیق کے گھر پنیالہ میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ فروری ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے قرآن مجید، فارسی اپنے والد گرامی سے جب کہ پنیالہ مڈل سکول سے ۱۹۳۳ء میں مڈل پاس کیا۔ سکول کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد ابا خیل میں مولانا عبدالعزیز شاہ سے تین سال پڑھتے رہے۔ اس کے بعد خانقاہ یٰسین زئی میں اپنے والد گرامی، مولانا شیر محمد اور مولانا غلام محمد فاضل دیوبند سے ہدایہ تک کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں داخل ہوئے۔ مولانا عجب نور، مولانا سید محمد میاں، مولانا فخر الدین مرادآبادی، مولانا عبدالرحمن روپڑی سے دورہ حدیث پڑھا۔ فراغت کے بعد آپ نے عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کے ایک مدرسہ میں پڑھانا شروع کیا۔ پھر ابا خیل کے مدرسہ میں منتقل ہوگئے۔

ابا خیل میں مولانا عبدالعزیز شاہ صاحب سے بیعت ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز شاہ خانقاہ یٰسین زئی کے صاحبزادگان میں سے تھے۔ ان کے جد اعلیٰ حضرت دوست محمد قندھاروئیؒ سے مجاز تھے۔ مولانا عبدالعزیز شاہ نامور عالم اور پیر طریقت تھے خانقاہ یٰسین زئی سے ابا خیل بنوں میں منتقل ہوئے۔ یہاں حضرت مفتی صاحب پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ بیعت بھی ہوئے اور آپ کو ان سے اربعہ سلاسل میں خلافت بھی ملی۔

حضرت مفتی صاحبؒ ابا خیل مدرسہ میں تعلیم دیتے تھے کہ استاذ و مرشد مولانا سید عبدالعزیز شاہ صاحب کے حکم پر عبدالخیل ڈیرہ اسماعیل خان کی مسجد میں امامت اختیار فرمائی۔ ۱۹۵۲ء میں آپ مدرسہ قاسم العلوم ملتان تشریف لائے۔ حضرت مولانا عبدالخالقؒ سابق استاذ دارالعلوم دیوبند اور بانی دارالعلوم کبیروالا ان دنوں قاسم العلوم کے شیخ الحدیث تھے۔ مولانا عبدالخالق صاحبؒ بخاری شریف اور مفتی محمود صاحبؒ مسلم شریف پڑھاتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب کے کبیروالا چلے جانے کے بعد آپ صدر المدرسین اور جامعہ قاسم العلوم کے شیخ الحدیث اور پھر مہتمم بھی رہے۔ یہاں ایسے تشریف لائے کہ زندگی کے آخری سانس تک یہاں سے تعلق منقطع نہیں ہوا۔

مولانا سید حامد میاںؒ، مولانا محمد موسیٰ خانؒ، مولانا محمد رمضان میانوالی، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا عبدالقادر آزادؒ، مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ، مولانا نور محمد وانا، مولانا محمد اکبر خاں شیخ الحدیث قاسم العلوم، مولانا عبدالبر محمد قاسم، مفتی سید محمد انور شاہ، مولانا در محمد (بلوچستان)، مولانا فضل الرحمن ایسے نامور سینکڑوں علماء ومشائخ آپ کے شاگرد تھے۔ حضرت مفتی محمود صاحبؒ بنیادی طور پر جمعیت علماء ہند کے

حضرات سے وابستہ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی۔ ۱۹۴۵ء میں جمعیت علماء اسلام کلکتہ میں قائم ہوئی۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ جمعیت علماء اسلام بنیادی طور پر مسلم لیگ کی ہمنوا تھی۔ پاکستان بننے کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ۱۹۴۹ء ملتان میں علماء کرام کا اجلاس طلب کیا۔ جمعیت علماء اسلام کا احیاء کرنا چاہتے تھے۔ قضاوقدر کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ آپ دسمبر ۱۹۴۹ء میں اللہ رب العزت کے حضور چل دیئے۔

پھر دسمبر ۱۹۵۲ء میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے ملتان میں جمعیت علماء اسلام کے احیاء کے لئے اجلاس منعقد کیا۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ صدر اور مولانا احتشام الحق تھانوی ناظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء کے اوائل میں تحریک ختم نبوت چلی جس کے باعث جمعیت علماء اسلام کا کام پھر رک گیا۔ پھر اکتوبر ۱۹۵۶ء میں ملتان میں علماء کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں پانچ سو سے زیادہ علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ اس میں حضرت عثمانی صاحبؒ کی جمعیت علماء اسلام کے ذمہ داران جیسے حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ایسے حضرات بھی شریک تھے۔ اسی اجلاس میں مولانا احمد علی لاہوریؒ کو امیر، مولانا مفتی محمود صاحبؒ کو نائب امیر اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو مرکزی ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد جمعیت علماء اسلام نے پاکستان میں جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کا انمٹ حصہ ہیں۔ اس میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے وجود گرامی کو بنیاد کا درجہ حاصل ہے۔ وفاق المدارس کی تنظیم میں آپ نے جو بنیادی کردار ادا کیا۔ وہ دنیا جانتی ہے۔ پاکستان کو اسلامی نظام دینے، اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل، تحریک نظام مصطفیٰ میں حضرت مفتی صاحب کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ آپ نے سرحد کی وزارت علیاء کے دور میں جو خدمات سرانجام دیں وہ بھی تاریخ کا حصہ ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلی تحریک جس میں حضرت مفتی صاحبؒ نے حصہ لیا۔ وہ ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت کی تحریک تھی جو کہ خالصتاً ایک دینی و مذہبی تحریک تھی۔ جس میں ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں عوام نے حصہ لیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے ناموس رسالت کی خاطر اس تحریک میں تقریباً ایک سال پس دیوار زنداں رہ کر سنت یوسفی پر عمل کیا۔ آپ کو ایک سال کی سزا ہوئی۔ آپ نے قریباً سات ماہ جیل میں گزارے۔ اس تحریک کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا نصیر الدین غورغشتیؒ، مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ اور دیگر حضرات کی طرح پاکستان میں سرگرم عمل ہوئے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

اس تحریک میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ پہلی صف کے قائدین میں شامل تھے۔ پوری تحریک میں آپ کا وجود، جسم میں روح کا درجہ رکھتا ہے۔ ہر کام میں آپ پیش پیش تھے۔ تحریک کی قیادت کا سہرا محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے سر تھا۔ مگر قومی اسمبلی میں تحریک کا معرکہ مفتی صاحبؒ لڑ رہے تھے۔ مفتی صاحبؒ کے لئے دن رات کا چین دور ہوگیا تھا اور مسلسل شب و روز کی محنت سے تحریک کے اصل مقصود حاصل کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ عامۃ المسلمین سے رابطہ رکھتے اور لاکھوں کے اجتماعات سے خطاب بھی فرماتے۔ علماء و قانون دانوں سے مشورہ بھی کرتے اور سرکاری و غیر سرکاری لوگوں کے احساسات کو بھی مدنظر رکھتے۔ پھر بات یہاں تک ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے پیشوا مرزا ناصر پر بھی گرفت کرتے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے اس موقع پر اسمبلی کے اندر اور باہر جس محنت اور تدبر سے یہ معرکہ لڑا وہ حقیقتاً مفتی صاحب کا ہی حق تھا اور بلاشبہ اس پر وہ پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اس تحریک کی ابتداء ربوہ ریلوے اسٹیشن کے واقعے سے ہوئی تھی۔ جہاں قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کو پیٹا اور زبردست تشدد

کیا۔اس پر ملک بھر میں شدید ردعمل کا اظہار کیا گیا اور قادیانی ہنگاموں اور جلوسوں سے تنگ آ کر چھپتے پھرنے لگے۔ مگر جب تحریک قابو سے باہر ہوتی ہوئی نظر آنے لگی تو حکومت اس مسئلہ کو قومی اسمبلی میں لے گئی۔ چنانچہ ۳۰؍جون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لئے ایوان میں حزب اختلاف کے جن ۳۷ ارکان نے قرارداد پیش کی ان میں مفتی صاحبؒ کا نام سرفہرست تھا۔ قرارداد کے بعد اس مسئلہ کے حل کے لئے اسمبلی کے اجلاس میں ایک ''رہبر کمیٹی'' تشکیل دی گئی۔ قادیانیوں نے وزیراعظم سے درخواست کی کہ اسمبلی میں ہمارا موقف بھی سنا جائے۔ چنانچہ مرزا ناصر اور لاہوری پارٹی کے سربراہ کو طلب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کے روبرو حزب اختلاف کی ترجمانی کا شرف حضرت مفتی صاحبؒ کو عطاء فرمایا۔ مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں پر جرح اور امت مسلمہ کے موقف کو ایسے طور پر پیش کیا کہ دوست و دشمن آپ کی خداداد صلاحیتوں کے معترف ہوگئے۔ حق تعالیٰ نے آپ سے اس تحریک میں وہ کام لیا کہ آپ کے شب و روز کا ایک ایک لمحہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے وقف ہوگیا۔ آپ نے قومی اسمبلی میں قادیانی و لاہوریوں کے موقف ناموں کے بعد جب جواب کے طور پر امت مسلمہ کا تحریری موقف پیش کیا تو ایوان اسمبلی کے در و دیوار جھوم اٹھے۔ ۷؍ستمبر کو اسمبلی نے فیصلہ سنانا تھا۔ چنانچہ ۴؍ستمبر کی صبح کو مسٹر بھٹو نے مولانا مفتی محمودؒ سمیت سب کمیٹی کے چھ ارکان کو پرائم منسٹر ہاؤس بلایا جہاں دو گھنٹے کی مسلسل گفتگو کے باوجود بنیادی نقطۂ نظر پر اتفاق رائے کی صورت پیدا نہ ہوئی۔

تاریخی فیصلہ:

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء ہماری تاریخ کا وہ یادگار دن ہے جب ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے شہیدان ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور ہماری قومی اسمبلی نے اپنی تاریخ میں پہلی بار ملی امنگوں کی ترجمانی کی اور عقیدۂ ختم نبوت کو آئینی تحفظ دے کر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ اس روز دستور کی دفعہ ۲۶۰ میں اس تاریخی شق کا اضافہ ہوا۔

''جو شخص خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان نہ رکھتا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی معنی و مطلب یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو یا اس قسم کا دعویٰ کرنے والے کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو وہ آئین یا قانون کے ضمن میں مسلمان نہیں ہے۔''

دستور ۱۰۶ کی شکل یوں بنی:

''بلوچستان، پنجاب، سرحد اور سندھ کے صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں میں ایسے افراد کے لئے مخصوص فاضل نشستیں ہوں گی۔ جو عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ اور پارسی فرقوں اور قادیانی گروہ یا لاہوری افراد (جو اپنے آپ کو ''احمدی'' کہتے ہیں) یا شیڈول کاسٹس سے تعلق رکھتے ہیں بلوچستان (۱)، سرحد (۱)، پنجاب (۳)، سندھ (۲)''

ان دستوری ترامیم کے علاوہ یہ تین سفارشات آئیں:

۱.....تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ (الف) میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

''کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ شق نمبر ۳ کی تصریحات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف اقرار، عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔''

۲.....متعلقہ قوانین مثلاً نیشنل رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء میں قانون سازی اور ضابطے کے ذریعہ ترامیم کی جائیں۔

۳.....تیسری سفارش عموی نوعیت کی تھی، جس میں دستور میں پہلے سے دی گئی ضمانت کو دہراتے ہوئے کہا گیا تھا کہ: ''پاکستان کے تمام شہروں، خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔''

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی ان آئینی ترامیم کے حق میں ایک سوتیں ووٹ آئے۔ جب کہ مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہ ڈالا گیا۔

مبارک باد:

اس تاریخی فیصلے کے اعلان کے بعد اسمبلی کے ایوان میں تمام اہم راہنماؤں نے اپنے تأثرات بیان کئے۔

مفتی صاحبؒ نے کہا: ’’اس فیصلے پر پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے۔ اس پر نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام میں اطمینان کا اظہار کیا جائے گا۔ میرا خیال ہے مرزائیوں کو بھی اس فیصلے کو خوش دلی سے قبول کرلینا چاہئے۔ کیونکہ اب انہیں غیر مسلم اقلیت کے جائز حقوق ملیں گے۔ جہاں تک کریڈٹ کا سوال ہے یہ مسئلہ قومی بنیادوں پر تمام تر سیاسی اختلافات سے بالاتر ہوکر طے کیا۔ اس مسئلے کے حل میں ارکان قومی اسمبلی اور سینٹ نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ مجلس عمل نے پروقار جدوجہد جاری رکھی۔ حالانکہ فائرنگ ہوئی۔ لوگ شہید ہوئے۔ لاٹھی چارج، گرفتاریوں اور تشدد کے تمام واقعات کے باوجود خود ردعمل کا شکار ہوکر تشدد کا راستہ اختیار نہ کیا۔ سیاسی طور پر تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ الجھے ہوئے مسائل کا حل بندوق کی گولی میں نہیں، مذاکرات کی میز پر ہے۔‘‘

پہلے گزر چکا ہے کہ قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے امت مسلمہ کا موقف نامی کتاب پڑھ کر سنائی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ: ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ربوہ اور لاہوری پارٹی کے مرزائی سربراہوں نے اپنا اپنا مؤقف قومی اسمبلی میں پیش کیا۔ امت محمدیہ کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی زیر نگرانی مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مرزائیت سے متعلق مذہبی وسیاسی مواد جمع کیا۔ جس سے مرزائیت کی مذہبی وسیاسی حیثیت کو سمجھا، پرکھا، ناپا، تولا جاسکتا ہے۔ مذہبی حصہ کی ترتیب وتدوین حضرت مولانا محمد تقی عثمانی جسٹس سپریم کورٹ وفاقی شرعی عدالت اور سیاسی حصہ کی ترتیب وتدوین مولانا سمیع الحق ممبر سینٹ آف پاکستان نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر اسی ہزار روپے کی لاگت سے اسے شائع کردیا۔ جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھا۔ یہ کتاب ردقادیانیت پر لٹریچر کا نچوڑ ہے۔ اسے عربی، انگریزی، میں بھی جماعت نے شائع کیا۔ اکوڑہ خٹک ومکتبہ امدادیہ ملتان نے اس کا اردو ایڈیشن شائع کیا۔ اسے احتساب قادیانیت کی پندرھویں جلد میں عالمی مجلس نے شائع کیا۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب مرحوم کی ردّ قادیانیت پر تصنیف لطیف ’’المتنبی القادیانی ‘‘عربی میں ہے۔ یہ کتاب مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی خواہش وفرمان پر آپ نے عرب ممالک کے باشندگان کو قادیانی فتنہ کی سنگینی سے باخبر کرنے کے لئے تحریر فرمائی۔ لیتھو کتابت پر اوّل ایڈیشن شائع ہوا۔ بعد میں ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی وامیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی نظر ثانی سے کمپیوٹر ایڈیشن بھی مجلس نے شائع کیا۔

حضرت مفتی صاحب حج پر تشریف لے جانے کے لئے کراچی میں تھے کہ آپ کو دل کی تکلیف ہوئی، جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ یہ ۱۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء کی بات ہے۔ کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں آپ کا جنازہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحبؒ نے، ملتان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے، ڈیرہ اسماعیل خان میں مولانا عبیداللہ انورؒ نے اور عبدالخیل میں آپ کا جنازہ آپ کے جانشین قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے پڑھایا اور وہیں عبدالخیل قبرستان میں رحمت حق نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلامی تقویم: تاریخ واہمیت

عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی، ایڈیٹر ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور

تقویم کی تحقیق اوراس کی ضرورت:

گزشتہ زمانے کے واقعات وحادثات وغیرہ کو محفوظ رکھنے کے لئے اورآئندہ زمانہ کے لین دین، معاملات وغیرہ کی تاریخ متعین کرنے کے لئے تقویم (کیلنڈر) کی نہایت ضرورت ہے، کیونکہ کیلنڈر کے بغیر ماضی کی تاریخ معلوم ہوسکتی ہے، نہ مستقبل کی تاریخ کاتعین کیاجاسکتاہے۔

تقویم کی اقسام:

واضح ہوکہ دنیامیں کئی قسم کی تقاویم چلتی ہیں، جن کا دار و مدار تین چیزیں ہیں۔ سورج، چاند، ستارے۔ اس لئے بنیادی تقاویم تین ہیں ۔ شمسی، قمری، نجومی۔ پھر شمسی کیلنڈر کی تین قسمیں ہیں۔ایک عیسوی ،جس کو انگریزی اور میلادی بھی کہتے ہیں ،دوم بکری جس کو ہندی بھی کہتے ہیں، سوم تاریخ فصلی۔ ان کے علاوہ اوربھی تقاویم ہیں ،جیسے تاریخ رومی، تاریخ الٰہی ۔

تاریخ کاماخذ اوراس کی ابتدا:

تاریخ کے ماخذ کوعموماً تین حصوں میں تقسیم کیا گیاہے:

آثار مضبوط: یعنی تمام لکھی ہوئی چیزیں، مثلاً کتابیں، یادداشتیں، دفتروں کے کاغذات ، پرانے فیصلے، دستاویز وغیرہ۔

آثار منقولہ: یعنی زبان زد عام باتیں مثلاً کہانیاں، نظمیں، ضرب الامثال وغیرہ۔

آثارقدیمہ: یعنی پرانے زمانے کی نشانیاں، مثلاً شہروں کے خراب قلعے، مکانات، کتبے، تصویریں وغیرہ۔

تاریخ کے فوائد پرنظرڈالتے ہوئے علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ تاریخ ایک ایسی چیز ہے اورایک ایسافن ہے جوکثیرالفوائداوربہترین نتائج پرمشتمل ہے اورتاریخ کا علم ہم کو سابق امتوں کے اخلاق، حالات، انبیا کی پاک سیرتوں اورسلاطین کی حکومتوں اوران کی سیاستوں سے روشناس کرتاہے، تاکہ جوشخص دینی ودنیوی معاملات میں ان میں سے کسی کی پیروی کرناچاہے توکرسکے۔ (مقدمہ ابن خلدون)

تاریخ کا مقصد اور فائدہ بیان کرتے ہوئے مولانا محمد میاں مصنف تاریخ اسلام لکھتے ہیں کہ جو حالات موجودہ زمانہ میں پیش آرہے ہیں ان کو گزرے ہوئے زمانے کی حالتوں سے ملاکرنتیجہ نکالنا اوراس پرعمل کرنا تاریخ کامقصداورفائدہ ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب زمین پر انسان کی آبادی وسیع ہونے لگی تو تاریخ کی ضرورت محسوس ہوئی، اس وقت ہبوط آدم علیہ السلام سے تاریخ شمارکی جانے لگی، پھر طوفان نوح علیہ السلام سے اس کی ابتداہوئی، پھر نارخلیل سے، پھر یوسف علیہ السلام کے مصرمیں وزیربنے سے، پھر موسیٰ علیہ السلام کے خروج مصر سے، پھر حضرت داؤد سے، ان کے فوراً بعد سلیمان علیہ السلام سے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔اس کے بعد ہرقوم اپنے اپنے علاقہ میں کسی اہم واقعہ کوسن قراردیتی تھی، مثلاً قوم غسان نے سدسکندری کو، اہل صنعانے حبشہ کے یمن پرچڑھ آنے کوسن قراردیا، مختصر یہ کہ جس طرح ہرقوم نے اپنی تاریخ کامدارقومی واقعات وخصائص پررکھا، اسی طرح اہل عرب نے بھی تاریخ کے لئے عظیم واقعات کوبنیاد بنایا، چناں چہ سب سے پہلے اہل عرب نے حرب بسوس (یہ وہ مشہور جنگ ہے جوبکربن وائل اوربنی ذہل کے درمیان ایک اونٹنی کی وجہ سے چالیس سال تک جاری رہی) سے تاریخ کی ابتدا کی۔ اس کے بعد جنگ داحس سے جومحض گھڑدوڑ میں ایک گھوڑے کے آگے نکل جانے پر بنی عبس اور بنی ذبیان کے درمیان نصف صدی تک جاری رہی، پھر جنگ غبرا سے، پھر جنگ ذی قار سے پھر جنگ فجار سے تاریخ کی ابتدا کی۔

اس کے بعدحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلاف میں سے ایک بزرگ کعب کے کسی واقعہ سے سالوں اورتاریخ کا حساب لگاتے رہے، پھر اصحاب الفیل کے واقعہ سے، یہاں تک کہ عام الفیل کی اصطلاح ان کے یہاں رائج ہوئی۔

(ملاحظہ ہو عمدۃ القاری للعلامہ بدرالدین عینی ۶۶/۱۷)

لیکن اتنی بات واضح ہے کہ رومیوں اور یونانیوں کے دور، بالخصوص سکندراعظم کی فتوحات سے تاریخ کاوہ حصہ شروع ہوتاہے جس نے دنیاکے اکثر ملکوں کے حالات کواس طرح دنیاکے سامنے پیش کیا کہ سلسلہ کے منقطع ہونے کی بہت کم نوبت آئی اور عام طورسے یہیں سے تاریخ کی ابتداسمجھی جاتی ہے۔

اسلامی تاریخ (ہجری) کی ابتداء:

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ابو موسیٰ اشعریؓ عراق وکوفہ کے گورنر تھے، ایک دفعہ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس خط لکھا کہ آپ کی طرف سے ہمیں جو احکامات اور ہدایتیں ملتی ہیں ان میں تاریخ نہیں ہوتی، اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس تاریخ کا حکم نامہ ہے؟ جس کی بنا پر بعض دفعہ ان پر عمل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ اس پر غور کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ منعقد کی اور اکابر صحابہؓ کو جمع کیا، جن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ یہ بحث شروع ہوئی کہ سن کی ابتدا کب سے قرار دی جائے۔ حضرت علیؓ نے ہجرت کی رائے دی اور اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

اسلامی تاریخ کیلئے ہجرت کی ترجیح کی وجوہات:

ہجرت کے بعد مدینہ میں ایمان والوں کو ایک مضبوط قلعہ اور مستحکم مرکز مل گیا۔ مسلمانوں کو آزادی سے عبادت کرنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے جانے کے مواقع مل گئے۔ اہل اسلام نسبتاً چین سے زندگی گزارنے لگے۔ اسلامی طرز معاشرت کے خدوخال نمایاں ہوئے، اسلام کے اقتصادی ومعاشی پروگراموں کے لئے عملی راہ ہموار ہوگئی، تعلیمات اسلام کی نشرواشاعت کے لئے پاکیزہ ماحول مہیا ہوا، ایک اسلامی حکومت قائم ہوئی جس کے سربراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسلام کی اسی ظاہری اور باطنی شان وشوکت کے پیش نظر ہجرت کی تاریخ سے اسلامی تقویم کا آغاز کیا گیا۔

اسلامی سن کا آغاز محرم الحرام سے کیوں ہوا؟

اس کے بعد مہینے کے بارے میں مشورہ ہوا، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے رجب المرجب کی رائے دی، کیونکہ یہ اول شہر الحرام ہے، حضرت طلحہؓ نے رمضان المبارک کی رائے دی، بعض حضرات نے ربیع الاول کی رائے دی۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے محرم الحرام کی رائے دی، اس کو فاروق اعظمؓ نے پسند فرمایا۔

قمری تقویم کے فوائد:

مروجہ تقویم میں سے جو فوائد قمری تقویم میں ہیں وہ کسی اور تقویم میں نہیں ہیں، نہ ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ رب کائنات نے روزمرہ کے کام کاج اور لین دین کی آسانی وسہولت کی خاطر چاند کا نظام اس طرح بنایا جس سے ہر انسان ہر علاقے میں آسانی سے تاریخ کا تعین کر سکتا ہے۔ مثلاً مغرب کی طرف سے جب چاند پتلا نظر آتا ہے تو ہر انسان (عالم، جاہل، شہری، دیہاتی) معلوم کر سکتا ہے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ ہے۔ اسی طرح چاند جب بالکل مکمل ہو تو اس سے چودھویں تاریخ کا تعین کر سکتا ہے، اسی طرح جب مشرق کی جانب سے چاند باریک طلوع ہوتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ ستائیس یا اٹھائیس تاریخ ہے، اسی طرح روز روز واضح طور پر چاند کی صورت تبدیل ہو جاتی ہے، جس سے ہر انسان معمولی تدبر سے تاریخ کا تعین کر سکتا ہے۔ بخلاف شمسی تقویم (کیلنڈر) کے کہ اس سے تاریخوں کا پتہ نہیں چل سکتا، مثلاً دسمبر کی پندرہ تاریخ ہو تو کوئی آدمی آفتاب دیکھ کر یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ آج پندرہ تاریخ ہے، نہ اس کی ہیئت وصورت میں نمایاں تبدیلی آتی ہے، جس کو دیکھ کر تاریخ کا تعین ہو سکے، نیز شمسی تاریخ آلات رصدیہ اور قواعد ریاضیہ پر موقوف ہے، جس کو ہر شخص آسانی سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے احکام وعبادات کا مدار قمری حساب پر رکھا ہے، قرآن کہتا ہے: "یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج." (البقرہ)

چند اعتراضات کے جوابات:

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قمری حساب یقینی نہیں، کیونکہ مہینہ کبھی کا ہوتا ہے، کبھی کا ہو
اس کا جواب یہ ہے کہ رویت ہلال کی یقینی تاریخ متعین نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ اعتراض جاری ماہ کے متعلق نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کی تعیین رویت ہلال سے ہو چکی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عملی رویت ہلال مذہبی تقریبات کے لئے ضروری ہے عام حساب کے لئے ضروری نہیں۔ یہ حسابی طریقہ پر متعین کیا جاسکتا ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ پوری دنیا میں چاند کا طلوع ایک دن میں نہیں ہوتا، بلکہ مشرق وسطیٰ میں برصغیر سے ایک یا دو دن پہلے نظر آجاتا ہے اور عرب ممالک اور برصغیر ہندوستان و پاکستان اور بنگلہ دیش کی تاریخوں میں فرق ہوتا رہتا ہے تو مذہبی تقریبات کن لوگوں کی تاریخ پر منائی جائے؟ اگر ہر جگہ رویت کو معتبر کیا جائے تو عبادت بیک وقت ادا نہیں ہو سکتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کے لئے ہر جگہ کی رویت کو مستند قرار دیا جائے گا، کیونکہ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، سارے انسانوں کے لئے تمام مقامات اور تمام زمانوں کے لئے ہے تو ساری دنیا میں بیک وقت عبادات ادا کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

مثلاً مکہ مکرمہ کی اذان صبح کے مطابق انڈونیشیا میں نماز فجر ادا کرنا ممکن نہیں ہے، اسی طرح مکہ مکرمہ کے آفاق ومطالع کے موافق آسٹریلیا میں عید منانا ممکن نہیں ہے۔ تو مسجد حرام کی نماز اپنے وقت پر ادا ہو گی، انڈونیشیا کی نمازیں اپنے وقت پر، نیز حج، جو مقامی عبادت ہے، وہ مکہ ہی کے افق کے مطابق ادا ہو گی اور مشرق بعید کے ممالک میں عید وغیرہ اپنے اپنے مطلع کے مطابق ادا ہوں گی اور یہ کوئی نقص نہیں ہے، یہ فرق تو عیسائیوں اور ہندوؤں کے شمسی حساب میں بھی ہے، مثلاً جس وقت دہلی میں کرسمس کا گھنٹہ

بجتا ہے اس سے تقریباً گیارہ گھنٹے قبل جزیرہ سمالین میں کرسمس کی عبادت ہو چکی ہوتی ہے اور جس وقت بنارس میں سنگ پنچمی کا اعلان ہوتا ہے ٹھیک اسی وقت ماریشس میں نہیں ہوتا۔ تو یہ بات کہ تقریبات بیک وقت ادا نہیں ہو سکتیں، قمری ہجری تقویم کے سلسلے میں بطور اعتراض پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تقویم قمری ہجری اختیار کرنے کی صورت میں جن دقتوں اور پریشانیوں کا ذکر کیا جاتا ہے وہ سب واہمہ ہیں، عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب، جہاں اسلامی ہجری تقویم نافذ ہے وہاں کے کیلنڈر اور حساب کتاب میں کبھی ابہام نہیں پایا گیا اور کسی کو کوئی دقت اور اعتراض بھی نہیں۔

شمسی اور قمری تاریخ کے متعلق آخری اور اہم بات حضرت مفتی اعظم کے اس اقتباس میں ہے کہ مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ شمسی حساب رکھنا یا استعمال کرنا ناجائز ہے، بلکہ اس کا اختیار ہے کہ کوئی شخص نماز، روزہ، زکوٰۃ اور عدت کے معاملہ میں تو قمری حساب شریعت کے مطابق استعمال کرے، مگر اپنے کاروبار تجارت وغیرہ میں شمسی استعمال کرے۔ شرط یہ ہے کہ مجموعی طور پر مسلمانوں میں قمری حساب جاری رہے، تاکہ رمضان اور حج وغیرہ کے اوقات معلوم ہوتے رہیں، ایسا نہ ہو کہ اسے جنوری فروری کے سوا کوئی مہینے ہی معلوم نہ ہوں، فقہا نے قمری حساب باقی رکھنے کو مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ ہاں! اس میں شبہ نہیں ہے کہ سنت انبیا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین میں قمری حساب استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا اتباع موجب برکت وثواب ہے اور شمسی حساب سے بھی اسلام منع نہیں کرتا۔ ☆☆

قاری منیر احمد قادریؒ کی رحلت

حضرت مولانا قاری منیر احمد قادریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے نائب امیر تھے اور اسی حیثیت میں 28 ستمبر 2015ء بمطابق ذوالحجہ راہی ملک عدم ہوئے۔ ان کے دادا مرحوم جناب میاں محمد دین بھٹی مرحوم نے وصیت فرمائی تھی کہ محمد منیر احمد کو حافظ قرآن بنانا ہے۔ مقدر نے یاروی کی اور محمد منیر احمد نے جامعہ عثمانیہ پونڈانوالہ چوک گوجرانوالہ میں حضرت مولانا قاری عبدالقدوس عابد مرحوم سابق نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وامیر جمعیت علمائے اسلام ضلع گوجرانوالہ کی نگرانی وتوجہ سے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ اور اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی شمع ان کے سینے میں فروزاں ہوگئی۔ حفظ قرآن کی سعادت کے بعد گوجرانوالہ کی بین الاقوامی شہرت یافتہ درسگاہ جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں داخل ہوگئے۔ امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ سے فیض وتوجہ پائی۔ یہاں انہیں مجلس احرار اسلام مغربی پاکستان کے امیر مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی عبدالواحدؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ۔ مفسر قرآن مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی مدظلہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ سے اکتساب فیض کا موقع بھی ملا۔

حضرت مولانا قاری منیر احمد قادری مرحوم کا بیعت کا تعلق شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے تھا۔ آپ کی زندگی میں ہر جمعرات کو پابندی سے مرکز حق جامع قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور جایا کرتے تھے اور دل سے ظلمت وجہالت کے زنگ کو اتروایا کرتے تھے۔ جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اجمل قادری مدظلہ سے بھی خاص تعلق رہا۔

حضرت مولانا قاری منیر احمد قادریؒ نے یکم جنوری 1966ء کو حاجی محمد ابراہیم بھٹی کے ہاں نواحی گاؤں اگوبھنڈر تحصیل کاموکی میں جنم لیا۔ آپ کے دو بیٹے حافظ عبدالرحمن اور عبداللہ ہیں اور پسماندگان میں چار بیٹیاں ہیں۔ ان کی اہلیہ کا ایک مدت پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے اصرار کے باوجود دوسری شادی نہیں کی اور اپنی زندگی کو والدین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ انکے والدین تادم آخریں ان کے پاس ہی رہے اور قاری منیر احمد قادری کا گھر خاندان کے لئے مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔ ان کے تین بھائی نذیر احمد بھٹی، محمد یوسف بھٹی اور نصیر احمد بھٹی ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔ آپ کو مرکزی جامع مسجد فضل فیروز والا روڈ گوجرانوالہ کا امام وخطیب بنا کر حضرت مولانا قاری عبدالقدوس عابد مرحوم نے بھیجا اور آپ آخری دم تک 30 سال تک یہ خدمت سرانجام دیتے اور لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح میں مصروف رہے۔ آپ نے اسی مسجد میں قرآن مجید کو ترجمہ وتفسیر سے سات دفعہ مکمل کیا۔ آپ 30 سال تک جامعہ عثمانیہ پونڈانوالہ چوک کے ناظم رہے۔

1974ء اور 1984ء کی ختم نبوت تحریکوں میں سرگرم حصہ لیا۔ 2008ء سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی نائب امیر رہے۔ آپ جمعیت علمائے اسلام میں بھی سرگرم رہے۔ ضلع نائب امیر، سٹی امیر، ضلعی اور صوبائی شوریٰ کے رکن رہے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت پر غیر متزلزل اعتماد کرتے تھے۔ کبھی کسی پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوئے۔ ہزاروں تلامذہ کے ساتھ ساتھ انکے صاحبزادے حافظ عبدالرحمن، دو بھتیجے اور ایک بھتیجی حافظ قرآن ہوگئے۔

آپ کا جنازہ 29 ستمبر 2015ء دھوبی گھاٹ گراؤنڈ سیٹلائیٹ ٹاؤن میں ادا کیا گیا۔ یہ جنازہ گوجرانوالہ کے بڑے جنازوں میں سے تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد داؤد احمد نے نماز جنازہ پڑھایا۔ ہر طرف اشکبار آنکھیں تھیں۔ رقت آمیز مناظر بھی دیکھنے کو ملے۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس ختم نبوت کی ضلعی قیادت امیر ضلع پیر طریقت حضرت مولانا محمد اشرف مجددی، حضرت مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی، حضرت مولانا پروفیسر حافظ محمد انور، سید احمد حسین زید، حضرت مولانا حافظ محمد ثاقب، حضرت مولانا قاری عبدالغفور آرائیں، حضرت مولانا پروفیسر محمد اعظم نفیسی، حضرت مولانا محمود الرشید قدوسی، جمعیت علمائے اسلام پنجاب کی شوریٰ کے رکن مولانا قاری رفیق عابد علوی، حاجی شاہ زمان، بابر رضوان باجوہ، مولانا فضل الرحمن عابد، مولانا عزیز الرحمن عابد، محمد عثمان منصوری، مولانا مفتی جمیل احمد گجر اور مولانا مفتی احمد اللہ گورمانی نے اگلے روز مرحوم حضرت مولانا قاری منیر احمد قادریؒ کے صاحبزادے حافظ عبدالرحمن کی دستار بندی کی گئی اور انہیں جامع مسجد فضل کا خطیب وامام بنایا گیا۔ دستار بندی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد داؤد احمد مدظلہ اور دیگر علمائدین اور اکابرین کی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مرکزی مبلغ مولانا محمد عارف شامی خصوصی طور پر حضرت مولانا قاری منیر احمد قادری مرحوم کی رہائش گاہ پر تشریف لائے اور مرحوم کے لئے تعزیت کے ساتھ ساتھ انکی ملی وقومی خدمت کو خراج تحسین پیش کیا۔

عبداللہ بابر، گوجرانوالہ

زلزلے: سائنس اور اسلام کی رہبری

مولانا محمد تبریز عالم قاسمی

دنیا کی تاریخ حادثات اور قدرتی آفات سے بھری پڑی ہے، بعض حادثات و آفات نے تو انسانی آبادی کے بڑے حصے کو چشم زدن میں صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا، آفات کئی طرح کی ہوتی ہیں، مثلاً سیلاب، طوفان، وبائی امراض، لیکن انسانی زندگی پر زلزلے کے اثرات دیگر قدرتی آفات کے مقابلے میں کہیں زیادہ خطرناک اور دیرپا ہوتے ہیں، زلزلوں کی ہلاکت خیزی جنگوں اور وبائی امراض سے کہیں زیادہ ہے نفسیاتی ماہرین کا کہنا ہے کہ زلزلے سے زندہ بچ جانے والے افراد پر برسوں شدید حزن و ملال، پژمردگی، خوف اور ڈراؤنے خواب مسلط رہتے ہیں، وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف کے مطابق ایک اندازہ لگایا گیا ہے کہ اب تک آنے والے زلزلے آٹھ کروڑ انسانوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور مالی نقصانات کا شاید کوئی حساب ہی نہیں کیا جاسکتا درحقیقت یہ زلزلے اللہ تعالیٰ کی آیات وعلامات میں سے ہیں۔

نیپال میں ۲۵/ اپریل ۲۰۱۵ء کو ۸.۷ کی شدت کا زلزلہ آیا، جس کی وجہ سے فلک بوس عمارتیں دیکھتے ہی دیکھتے زمیں بوس ہوگئیں، اہم اور قدیم تاریخی مقامات اور سڑکیں تباہ و برباد ہوگئیں، ۴۳۰۰ افراد کے جاں بحق ہونے کی تصدیق ہو چکی ہے، زلزلے کے جھٹکے، چین، ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان میں بھی محسوس کئے گئے ہیں۔ ہندوستان کے صوبہ بہار، اتر پردیش اور دہلی وغیرہ کے علاقے بھی متاثر ہوئے ہیں، گزشتہ ۹۰ سالوں میں نیپال میں آنے والا یہ شدید ترین زلزلہ ہے، اس زلزلے سے ماؤنٹ ایورسٹ پر برفانی طوفان آ گیا جس سے ۱۷ افراد کی ہلاکت کی تصدیق ہو چکی ہے، زلزلے سے متاثرہ ہزاروں افراد نے پوری رات سرد موسم میں کھلے آسمان تلے بسر کی۔

زلزلے اور اسلامی ذمہ داریاں:

اسلام نام ہے سر تسلیم خم کردینے کا، ایک مسلمان کو ایسے مواقع پر قرآن حدیث اور تاریخ امم کی روشنی میں لائحہ عمل طے کرنا چاہئے، زمانہ سے مرعوب ہونا، ناقص ایمان کی علامت ہے، اسلام جذب کا قائل ہے، انجذاب کا نہیں، ایسے موقع پر بالخصوص قدرتی آفات کے وقت ہم مسلمانوں پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ایک خود کو سنبھالنا اور عقیدے کی حفاظت کرنا اور دین سے بیزار اور دینی علم سے دور مسلمان بھائیوں کے عقیدے کی حفاظت کرنا کہ کہیں اس میں تزلزل پیدا نہ ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلم برادران وطن کو اسلامی نقطۂ نظر سے آگاہ کرنا ہماری دوسری ذمہ داری ہے، اس لئے ذیل میں قرآن وحدیث اور تاریخ کے حوالے سے زلزلے سے متعلق اسلامی ہدایات اور کچھ اہم باتیں درج کی جاری ہیں۔

قرآن کریم میں قوم شعیب پر عذاب آنے کا تذکرہ ہے اور اس کی وجہ قرآن نے ناپ تول میں کمی بیشی بتائی ہے کہ ان کی عادت بن گئی تھی کہ لینے کا وقت آتا تو زیادہ لیتے اور دینے کا وقت آتا تو کمی کردیتے تھے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ ناپ تول میں کمی صرف محسوسات میں نہیں ہوتی ہے، بلکہ معنوی چیزوں میں بھی ہوسکتی ہے مثلاً لوگوں کے حقوق کی پامالی، ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ میں اپنا پورا حق سمیٹ لوں اور جب دینے کا وقت آئے تو مجھے پورا نہ دینا پڑے اگر قوم شعیب پر ناپ تول میں کمی کی وجہ سے عذاب اور زلزلہ آسکتا ہے تو آج حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کمی بیشی کی وجہ سے زلزلہ آگیا تو تعجب نہیں ہونا چاہئے:

"فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ." (الاعراف:۹۱)

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا، حیلے حوالے اور کٹ حجتی کی وجہ سے:

"فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ۔"

(الاعراف:۱۵۵)

ترجمہ: "پس جب ان کو زلزلے نے آ دبوچا، اللہ نے ان کو وہیں ہلاک کر دیا۔"

قارون جو مالداری میں ضرب المثل تھا، جب اس سے کہا گیا کہ ان خزانوں پر اللہ کا شکر ادا کرو تو کہنے لگا: یہ سب میرے زور بازو کا کرشمہ ہے، چنانچہ اللہ نے اسے اس ناشکری کی وجہ سے خزانہ سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

"فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ۔"

(القصص:۸۱)

آج اپنے معاشرے کا جائزہ لیجئے، کتنے شرعی احکام میں قیل وقال کرنے والے ملیں گے اور کتنے ہی ایسے ملیں گے جن کے احساسات و جذبات قارون کی طرح ہیں۔

زلزلہ اور اسباب زلزلہ حدیث کی روشنی میں:

یہاں سنن ترمذی کی ایک حدیث نقل کی جارہی ہے، جس سے زلزلہ کے اسباب کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جب مندرجہ ذیل باتیں دنیا میں پائی جانے لگیں) تو اس زمانہ میں سرخ آندھیوں اور زلزلوں کا انتظار کرو زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہوجانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے بھی منتظر رہو اور ان عذابوں کے ساتھ دوسری ان نشانیوں کا بھی انتظار کرو جو پے در پے اس طرح ظاہر ہوں گی، جیسے کسی لڑی کا دھاگا ٹوٹ جائے اور لگاتار اس کے دانے گرنے لگیں (وہ باتیں یہ ہیں):

۱:... جب مال غنیمت کو گھر کی دولت سمجھا جانے لگے۔

۲:... امانت دبالی جائے۔

۳:... زکوٰۃ کو تاوان اور بوجھ سمجھا جانے لگے۔

۴:... علم دین دنیا کے لئے حاصل کیا جائے۔

۵:... انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے۔

۶:... دوست کو قریب کرے اور اپنے باپ کو دور کرے۔

۷:... مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے۔

۸:... قوم کی قیادت، فاسق و فاجر کرنے لگیں۔

۹:... انسان کی عزت اس لئے کی جائے تاکہ وہ شرارت نہ کرے۔

۱۰:... گانے بجانے کے سامان کی کثرت ہوجائے۔

۱۱:... شباب وشراب کی مستیاں لوٹی جانے لگیں۔

۱۲:... بعد میں پیدا ہونے والے امت کے پچھلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں۔

(سنن الترمذی، رقم ۲۲۱۱، ما جاء فی علامۃ حلول المسخ)

انصاف کے ساتھ موجودہ ماحول کا جائزہ لیجئے، مذکورہ باتوں میں سے کون سی بات ہے، جواب تک نہیں پائی گئی ہے، مذکورہ ساری پیشینگوئیاں حرف بہ حرف پوری ہوتی ہوئی نظر آرہی ہیں، دھوکا، بے ایمانی، کرپشن، سرکاری وعوامی چیزوں میں ناجائز تصرفات عام ہیں، مسلمانوں کے مالیہ کا نظام بد سے بدتر ہے۔ عصری تعلیم کا شور اتنا طاقتور ہے کہ دینی درس گاہوں کے طلبا کرام، مدرسے کی چہار دیواری میں رہتے ہوئے دینی تعلیم سے بے فکر ہوکر، عصری علوم کے حصول کے لئے کوشاں ہیں، والدین کی نافرمانی کے واقعات اب پرانے ہوگئے ہیں، بیوی کی اندھی محبت نے کتنے بنے بنائے گھر اجاڑ دیے، مساجد کا پُرسکون اور قدسی ماحول پراگندہ ہوچکا ہے، عہدیدار اور مناصب اور قیادت و سیادت نااہل کے ہاتھوں میں برسوں سے ہے۔ گانا، میوزک، فلم اور اس طرح کی چیزوں کا بازار اتنا گرم ہے کہ الامان والحفیظ، اس حوالے سے کچھ کسر باقی رہ گئی تھی، موبائل اور انٹرنیٹ کے منفی استعمال نے پوری کردی، ام الخبائث شراب کا شوق جہاں غیروں کو ہے وہیں اپنے بھی اب پیچھے نہیں رہے اور مرحوم علماء، صلحا اتقیا اور نیک لوگوں پر کیچڑ اچھالنے والوں کی بھی کمی نہیں ہے اور یہ ساری باتیں آج سے نہیں بہت پہلے سے ہیں، اللہ کے نبی نے چودہ سو سال پہلے ہی اس کی اطلاع دی تھی، جہاں یہ ارشاد ایک طرف اسلام کی حقانیت کی واضح دلیل ہے، وہیں دوسری طرف زلزلوں کی آمد کی وجوہات سمجھنے میں معین ومددگار بھی ہے اور یہ وہی ماحول ہے، جس کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا تھا:

"جب لوگ زنا کو حلال کرلیں، شراب پینے لگیں اور گانے بجانے کا مشغلہ اپنالیں تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور زمین کو حکم ہوتا ہے کہ وہ زلزلہ برپا کردے۔"

زلزلوں کی مختصر تاریخ:

نیپال کا تازہ واقعہ، کوئی نیا واقعہ نہیں ہے بلکہ جب بھی ایسا ماحول ہوا، قدرت نے انسانوں کو سنبھلنے کی وارننگ دی ہے، انہیں متنبہ کیا ہے کہ:

"یہ وقت ابھی جاگو: اے مومنو! غفلت سے۔"

۲۰ ہجری میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

زلزلہ آیا، انہوں نے زمین پر ایڑی ماری اور فرمایا: "اے زمین تو کیوں ہلتی ہے، کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟" اور زمین کا زلزلہ رک گیا۔

۵۹ ہجری میں ایک زلزلہ آیا جو ۴۰ دنوں تک رہا، کئی شہر صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔

۲۲۳ ہجری میں شہر غرناطہ میں زلزلہ آیا اور پورا شہر تباہ و برباد ہو گیا۔

۲۴۱ ہجری میں وامغان میں زلزلہ آیا، جس میں تقریباً پچیس ہزار لوگ جاں بحق ہو گئے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے "زلزلہ مشاہدات و واقعات" ص:۱۰)

ماضی قریب کے کچھ زلزلے:

۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء پاکستان میں آنے والا زلزلہ دنیا کا چوتھا بڑا زلزلہ تھا، جس میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کل ہلاکتیں ۷۴۶۹۸ تھیں، اس سے قبل ۲۰۰۴ء میں انڈونیشیا کے زیر سمندر زلزلے کے باعث اٹھنے والی سونامی لہر کے نتیجے میں لاکھوں ہلاکتیں ہوئی تھیں۔ ایران کے شہر بام میں ۲۰۰۳ء میں زلزلے سے ۳۰ ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ جنوری ۲۰۰۱ء میں ہندوستان کے صوبہ گجرات میں ۲۰ ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ (وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)

اسلام اور سائنس کے نظریات:

نیپال میں آئے شدید زلزلے کے بعد ایک بار پھر یہ سوال ہر ایک کے ذہن میں آ رہا ہے کہ یہ زلزلے کیوں آتے ہیں؟ زلزلے کے بارے میں لوگوں میں عجیب و غریب آراء پائی جاتی ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک دیو ہیکل درندے جو زمین کے اندر رہتے ہیں وہ زلزلے پیدا کرتے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ زمین ایک گائے کے سینگوں پر رکھی ہوئی ہے، جب وہ سینگ تبدیل کرتی ہے تو زلزلے آتے ہیں (اس طرح کی بات ایک موضوع حدیث میں بھی ہے) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زمین ایک بڑے بچھوے کی پیٹھ پر ہے، وہ جب حرکت کرتا ہے تو زلزلے آتے ہیں۔ یہ سب غیر اسلامی نظریات ہیں، سائنسداں حضرات کے نظریات میں اختلاف ہے، کچھ کا کہنا ہے کہ زمین کے اندر گرم ہوا باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے تو زلزلے پیدا ہوتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ زمین ٹھنڈی ہو رہی ہے اور اس عمل کے نتیجے میں اس کا غلاف کہیں کہیں کھنچ جاتا ہے جس سے زلزلے آتے ہیں، کچھ سائنسداں حضرات کا دعویٰ ہے کہ زمین کے اندرونی حصے میں آگ کا جہنم دہک رہا ہے اور اس بے پناہ حرارت کی وجہ سے زمین غبارے کی طرح پھیلتی ہے، لیکن اس وقت سب سے مقبول نظریہ "پلیٹ ٹیکٹونکس" کا ہے، جس کی معقولیت کو تمام غیر مسلم ماہرین نے تسلیم کر لیا ہے کہ جب زمین کی پلیٹ جو تہہ در تہہ مٹی، پتھر اور چٹانوں پر مشتمل ہوتی ہے، کسی ارضیاتی دباؤ کا شکار ہو کر ٹوٹتی یا اپنی جگہ چھوڑتی ہے تو سطح زمین پر زلزلے کی لہریں پیدا ہوتی ہیں، یہ لہریں نظر تو نہیں آتیں، لیکن ان کی وجہ سے سطح زمین پر موجود ہر چیز ڈولنے لگتی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہے کہ زلزلے کا بنیادی سبب انسان کا بداعمالیوں پر اصرار ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست آزمائش ہے، ہمیں یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارا رب تم سے ناراض ہے، تم نیکیوں کی جانب متوجہ ہو جاؤ اور مامورات کا امتثال اور منہیات سے اجتناب اپنا شیوہ بنالو۔

اسلام اور سائنس کا بنیادی فرق:

سائنس نے یہ تو بتادیا کہ زمین کی پلیٹیں ہلتی ہیں تو زلزلہ آتا ہے، لیکن اس کا حل اور ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے، یہ نہیں بتایا، لیکن اسلام نے جہاں ایک طرف زلزلے کے اسباب بتائے وہیں دوسری طرف اس کا معقول اور مطمئن حل بھی بتایا ہے اور دنیا کی تاریخ بالخصوص تباہ شدہ اقوام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے جو کچھ بتایا ہے اس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ زلزلے ہمیں یہ سبق سکھاتے ہیں کہ تم نے کتنی بھی ترقی کر لی، کیسی بھی مشینیں ایجاد کر لی، کتنی ہی مضبوط عمارتیں بنالیں، اڑنے کے سامان بنالئے، کمپیوٹر ایجاد کر لئے، چاند پر کمندیں ڈال آئے، مسافت سمیٹ کر دنیا کو ایک آنگن بنادیا، سردی میں مصنوعی گرمی اور گرمی میں مصنوعی سردی کے اسباب مہیا کر لئے اور ترقی کے سارے ریکارڈ توڑ ڈالے، لیکن تم اپنی اوقات یاد رکھو، اپنی تخلیق کا مقصد یاد رکھو اپنے مالک و خالق سے لاتعلق مت ہو جاؤ، اس کی مرضیات و نامرضیات کو پہچانو، دنیا و آخرت کا فرق سمجھو، حیات و مابعد الحیات کا راز جانو اور یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ تم سے

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

بڑھ کر بھی کوئی ذات ہے، جس کی قدرت وعظمت اور قہاریت و جباریت کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کے اندر زلزلہ آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم اپنی خطاؤں کی معافی مانگو۔"
(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۸۳۳۴ فی الصلاۃ فی الزلزلہ)

دوسری بات یہ کہ اسلام نے دنیا کو یہ حقیقت بھی سمجھائی ہے کہ یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور سب سے بڑے دربار میں سب کو اپنی زندگی کا حساب و کتاب دینا ہے، اسلامی زبان میں اسے قیامت کہتے ہیں، یہ زلزلے انسان کو اسی قیامت کی یاد دلاتے ہیں کہ ابھی تو تھوڑی سی زمین ہلا دی گئی ہے تو یہ حال ہے، جب قیامت کا زلزلہ آئے گا تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ لہٰذا وقت سے پہلے اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال درست کرلو چنانچہ بخاری کی روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی، یہاں تک کہ علم اٹھا لیا جائے اور زلزلوں کی کثرت ہو جائے۔ (بخاری، رقم: ۱۰۳۶) کیا ایک کامل ایمان شخص اس سے انکار کرسکتا ہے کہ یہ زلزلے علامات قیامت میں سے نہیں ہیں؟

لہٰذا اس موقع پر ہمیں وہی کام کرنا چاہئے جو اس موقع پر اسلام ہم سے چاہتا ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جہاں زلزلہ آتا ہے اگر وہاں کے لوگ توبہ کرلیں اور بداعمالیوں سے باز آجائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے، ورنہ ان کے لئے ہلاکت ہے۔
(الجواب الکافی لابن القیم، ص: ۴۷)

ابن قیم نے اپنی کتاب میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک خط نقل کیا ہے جو زلزلے کے موقع سے انہوں نے حکومت کے لوگوں کو لکھا تھا کہ اگر زلزلہ پیش آئے تو جان لو یہ زلزلے کے جھٹکے سزا کے طور پر آتے ہیں، لہٰذا تم صدقہ وخیرات کرتے رہا کرو۔
(الجواب الکافی، ص: ۴۷)

اس موقع پر نماز بھی پڑھ سکتے ہیں:

علامہ کاسانیؒ نے یہ اصول قائم کیا ہے کہ ہر گھبراہٹ کے موقع پر نماز پڑھنی چاہئے، زلزلہ بھی ان مواقع میں سے ہے: لہٰذا تنہا تنہا مسلمانوں کو نماز ادا کرنی چاہئے اور تضرع کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئے اور یہ نماز دو رکعت عام نمازوں کی طرح ہوگی، البتہ مکروہ وقت میں نہ پڑھی جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انہوں نے بصرہ میں زلزلہ کی بنا پر نماز پڑھی ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱/۲۸۲)

یہ دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں:

زلزلے کے موقع پر مذکورہ دعاؤں کا ورد رکھنا چاہئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس موقع پر لوگوں کو تین دعاؤں کے اہتمام کی تاکید کی تھی، یہ تینوں دعائیں، قرآنی دعائیں ہیں، اس لئے ان کی اہمیت اور تاثیر کا انکار نہیں کیا جاسکتا:

۱:... حضرت آدم علیہ السلام کی دعا: "رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔" (الاعراف: ۲۳)

۲:... حضرت نوح علیہ السلام کی دعا: "إِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔" (ہود: ۴۷)

۳:... حضرت یونس علیہ السلام کی دعا: "لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔" (الانبیاء: ۸۷) (الجواب الکافی، ص: ۴۷)

الغرض زلزلوں کے تعلق سے اسلام میں مکمل رہنمائی موجود ہے اور مشترکہ طور سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ زلزلے صرف زیرِ زمین پلیٹوں کے ملنے یا چٹانوں کے کھسکنے کی وجہ سے نہیں آتے بلکہ یہ انسانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے آتے ہیں اور یہ زلزلے انہیں بداعمالیوں سے باز آنے کے لئے الارم اور وارننگ ہیں، لہٰذا یہ بندوں کے حق میں رحمت ہیں کہ ان کو اسی دنیا میں اپنی اصلاح کے لئے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں، لیکن موجودہ سائنس کا یہ ماننا ہے اور میڈیا چلا چلا کر اس کے نظریات کی تشہیر کررہا ہے کہ مصائب، آفات اور زلزلوں کا ظہور کسی عبرت اور نصیحت کے لئے نہیں بلکہ اس کا تعلق تو طبعیات سے ہے اور الحاد و دہریت کے بڑھتے ہوئے دور میں انسان کی قساوت قلبی اس انتہا کو پہنچی ہوئی ہے کہ غیروں کے ساتھ ساتھ اپنے کچھ مسلمان بھائی بھی اسے صرف سائنس کا کرشمہ ہی سمجھتے ہیں اور ان حالات میں جانی و مالی حفاظت کا ہی تذکرہ کرتے ہیں، توبہ و استغفار اور انابت الی اللہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔

اس موقع پر ایک مسلمان کا شیوہ:

مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں:

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

"اگر ایک شخص صاحب ایمان ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ کہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس واقعہ کے پیچھے کیا مصلحتیں کام کررہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ کیا بھلائیاں پیدا کرے گا اور کائنات کے مجموعی نظام کے اعتبار سے اس کے اندر کیا خیر کا پہلو ہے؟ میں نہیں جانتا، لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اس کائنات کا کوئی ذرہ کوئی پتا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں ہلتا اور کوئی حرکت اس کائنات میں اللہ کی حکمت کے بغیر نہیں ہوتی، لہٰذا سر تسلیم خم ہے، جو کچھ ہوا، وہ ان کی حکمت کے عین مطابق ہوا، چاہے ہماری سمجھ میں وہ حکمت آئے یا نہ آئے، ہم اس پر کوئی رائے زنی نہیں کرتے۔"

(اصلاحی خطبات:۱۶/۱۳۸)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"ہم جزم اور وثوق سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ (زلزلہ) عذاب تھا یا نہیں، اس بحث میں پڑنے کے بجائے ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم سے متاثرین کی جتنی مدد ہوسکتی ہے ہم وہ مدد کریں، جو لوگ دنیا سے چلے گئے ان کے لئے دعائے مغفرت کریں، جو موجود ہیں ان کے لئے دعائے صحت کریں اور ساتھ ساتھ توبہ واستغفار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید مصائب اور تکلیفوں سے محفوظ فرمادے (یاد رہے ہر تخریب، ایک تعمیر کا پیش خیمہ ہوتی ہے)۔" (اصلاحی خطبات:۱۶/۱۴۱)

سائنس کی ناکامی:

مولانا پیر فقیر ذوالفقار نقشبندی صاحب لکھتے ہیں:

"سائنس زلزلے کا مرکز، زلزلے کی شدت اور گہرائی تو بتاسکتی ہے، لیکن کب آئے گا؟ اور کہاں کہاں کتنی تباہی پھیلائے گا، اس بارے میں باوجود اتنی ریسرچ کے سائنس گنگ ہوجاتی ہے: "قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر المبین" (الملک:۲۶)... کہہ دو کہ اس کا علم تو فقط اللہ ہی کے پاس ہے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں....."

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زمین کے کس حصے میں پلیٹیں ہلتی ہیں؟ اور کب ہلتی ہیں؟ یہ پلیٹیں روز روز کیوں نہیں ہلتیں، کیا اندھا قانون ہے جو ان کو ہلاتا ہے؟ ان سوالوں کا جواب ہمیں شریعت دیتی ہے، شریعت یہ کہتی ہے کہ طبعی اسباب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے خوش ہوں تو اسباب بندے کے موافق ہوجاتے ہیں، بسا اوقات کسی جگہ کے لوگوں کے اعمال خراب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو وہ ناراض کرلیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو تنبیہ کے لئے زمین کو حکم دیتے ہیں کہ تھوڑا ان کو جھنکادے تو زمین جھنکا دیتی ہے یا سائنس کی زبان میں یوں کہنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے خوش ہوتے ہیں تو جغرافیائی اور ماحولیاتی پیرا میٹرز کو بندوں کے موافق بنادیتے ہیں اور جب ناراض ہوتے ہیں تو پیرامیٹرز میں ایسی تبدیلی آتی ہے کہ لوگ آفات میں جکڑے جاتے ہیں۔

"وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ" (ھود:۱۱۷)

اور آپ کا رب ایسا نہیں ہے کہ ہلاک کردے کسی بستی کو اور بستی والے نیک کام کرنیوالے ہوں۔

(زلزلہ: مشاہدات وواقعات، ص:۱۵)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ لکھتے ہیں:

"زلزلے کے کچھ اسباب بھی ہیں، جن کو طبقات ارض کے ماہرین بیان کرتے ہیں، مگر ان اسباب کو مہیا کرنے والا ارادۂ خداوندی ہے اور بعض دفعہ طبعی اسباب کے بغیر بھی زلزلہ آتا ہے، بہرحال ان زلزلوں سے ایک مسلمان کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور دعا و استغفار، صدقہ وخیرات اور ترک معاصی کا اہتمام کرنا چاہئے۔" (آپ کے مسائل، ۱/۳۸۶)

لہٰذا اس وقت جب کہ پوری دنیا زلزلے کے اثرات کو محسوس کررہی ہے، ہم تمام مسلمان بھائیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے ناواقف اور دین سے برگشتہ مسلم نوجوان کا ذہن صاف کریں، شکوک وشبہات مٹائیں، اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلم بھائیوں کے سامنے زلزلے کے حوالے سے اسلامی تعلیمات وہدایات اور قرآنی ارشادات، فرمودات پُرزور انداز میں پیش کریں اور اسلام و سائنس کا تقابلی جائزہ پیش کرکے معیار حق کو ثابت کرنے کی کوشش کریں، کیا پتہ کچھ بے راہ رو، راہِ راست پر آجائیں، ہر شر میں خیر کا پہلو بھی ہوتا ہے اور ہر تخریب، تعمیر کا پیش خیمہ ہوتی ہے، اللہ ہمیں حوصلہ دے۔ آمین۔ ☆☆☆

قبول اسلام

لیہ..... (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) محمد حامد ولد محمد نواز سکنہ چک نمبر 142T-A-D لیہ نے ۲۰ رستمبر کو چک مذکور کی مسجد میں آکر قادیانیت سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ اللہ پاک انہیں دین اسلام پر استقامت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت واشاعت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (ادارہ)

۹ر اکتوبر کی ایک ڈھلتی شام

محمد نعمان شبیر تونسوی

اکتوبر جب شروع ہوتا ہے تو دل کے زخم تازہ ہونا شروع ہوجاتے ہیں، کیونکہ ۹ر اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ شام کے وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر و مرکزی مبلغ میرے چچا جی حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ اور اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے مدیر مولانا مفتی محمد جمیل خان کو ایک ساتھ کراچی کی سر زمین پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے قریب دہشت گردوں نے فائرنگ کرکے شہید کیا تھا۔ دونوں شہدأ جیسے رفیق الدنیا تھے، ایسے ہی اللہ رب العزت نے ان کو رفیق الآخرۃ بنایا۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے جس حالت میں انسان دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے: ''المرء مع من أحب'' ...آدمی جس کے ساتھ محبت کرتا ہے، اس کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا....

رتبہ شہید ناز کا گر جان جایئے
قربان جانے والوں کے قربان جایئے

مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ سے یوں زیادہ جان پہچان نہیں تھی۔ بس اتنا یاد ہے کہ مفتی صاحب ایک مرتبہ ہمارے گاؤں (ضلع تونسہ شریف کے دیہی علاقہ) میں تشریف لائے تھے۔ یہ ہمارے لئے سعادت کی بات تھی، اس وقت بندہ کو شرف زیارت اور ملاقات کی سعادت کی چند گھڑیاں نصیب ہوئی تھیں۔ مفتی صاحب کو دیکھ کر محسوس ایسے ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل میں فرشتہ بھیجا ہے۔ حضرت خوش اخلاق، خوش مزاج اور مخلص انسان تھے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ چچا جی شہیدؒ کا مفتی صاحب شہیدؒ سے بہت گہرا تعلق تھا۔

چچا جی کی زندگی انوکھی اور نرالی تھی، بہت خوش مزاج، خوش طبع انسان، مسکراتا ہوا چہرہ اور بااخلاق انسان تھے۔ اکابرین کا احترام اور بچوں سے شفقت ان کا امتیازی وصف تھا۔

چچا جی شہیدؒ ختم نبوت کے سچے، پکے شیدائی اور حقیقی پروانے، عاشق اور جاں نثار تھے۔ دین کے معاملہ میں بہت سخت تھے، دین پر کوئی آنچ برداشت نہ کرتے تھے۔ خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کے معاملہ میں بہت سنجیدہ تھے۔ کیونکہ یہ ایمان کے بنیادی عقیدوں میں سے ہے، جس کے بغیر ایمان قابل قبول نہیں ہے۔ چچا جی شہیدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ اور کامیاب مناظر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کمالات سے نوازا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کسی قادیانی سے چچا جی شہیدؒ کی گفتگو ہوئی تو حضرت کے دلائل سے متاثر ہوکر قادیانی مسلمان ہوجاتے اور بہت سے عیسائیوں نے بھی حضرت کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

چچا جی شہیدؒ کے دل میں دین کی بڑی تڑپ تھی کوئی غیر مسلم آپ سے بات کرتا تو ہر طرح سے کوشش کرتے کہ کسی طرح اس کو جہنم جانے سے بچالیا جائے، جنت کا راستہ دکھایا جائے یعنی حقیقی اور سچے دین اسلام پر آجائے اور ایمان کا نور اس کے دل میں اتر جائے، اکثر حضرتؒ اسی کوشش میں کامیاب ہوجاتے۔

حضرت چچا جی کی پوری زندگی دین کی خدمت میں گزری ہے، بچپن میں حضرت نے قرآن مجید حفظ مکمل کرلیا تھا، پھر درس نظامی مکمل کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی، مجلس کی انتظامیہ کے حکم پر کوئٹہ، بلوچستان کے مبلغ رہے۔ مرکز کی ہدایت اور حکم سے کراچی کے امیر اور مرکزی مبلغ رہے اور دم آخر اسی منصب پر فائز رہے۔ کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز لندن میں بھی تبلیغی و اصلاحی خدمات انجام دیں۔ حضرتؒ کے بیان میں بہت تاثیر ہوتی تھی بیان کرتے تو سامعین کا دل موہ لیتے تھے۔ چچا جی شہیدؒ نے اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کی، اسی خدمت کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کو شہادت جیسی بڑی نعمت سے نوازا۔ حضرتؒ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''یا اللہ! شہادت کی موت نصیب فرما'' اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا کو قبول کیا۔

نرالی شان سے پورا کیا عہد و وفا تم نے
فنا ہوکر خدا کی راہ میں پائی بقا تم نے

چچا جی شہیدؒ نے کم وبیش ۷۴ سال عمر عزیز پائی لیکن دین کی خدمت میں اپنی جان قربان کرگئے کہ رہتی دنیا تک حضرت کا نام بھی شہدائے ختم نبوت اور اکابرین کی فہرست میں رہے گا۔

آپ کے صاحبزادے قاری فاروق تونسوی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جنہوں نے اپنے والد صاحب کی دینی خدمات اور زندگی کے احوال وغیرہ جمع کرکے کتاب ''حیات وخدمات شہید ختم نبوت حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ'' چھاپ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قاری فاروق کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ہم کو شہیدؒ کے نقش قدم پر چلائے اور تحفظ ختم نبوت کا سچا اور پکا عاشق بنائے۔ آمین۔☆☆☆

نواسۂ رسول

سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

مولانا منظور احمد نعمانیؒ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

آپؓ کا اسم شریف حسن اور کنیت ابو محمد ہے۔ حسنؓ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے تجویز فرمایا تھا۔ آپؓ کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور والدہ جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ حضرت علیؓ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ حضرت علیؓ کی کنیت ابوالحسن آپ ہی کے نام کی وجہ سے ہے۔

ولادت:

رمضان ۳ ہجری میں آپؓ پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کی خبر پا کر حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے پیارے نواسے کو گود میں لیا' خود ان کے کان میں اذان دی اور عقیقہ کرایا اور بالوں کی ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا' اور اس طرح براہ راست ان کے کان میں پہلی آواز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہنچی اور جو بات پہلی بار کان میں پہنچی وہ بھی اذان تھی جو دین کی بھرپور دعوت ہے۔ بچپن کا بڑا حصہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے سایہ عاطفت میں گزرا ہے۔ آپؓ کی وفات کے وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر ۸ سال کی تھی۔

خلافت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ کی جامع مسجد میں کوفہ اور قرب و جوار کے مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت ہی میں ان کے اور حضرت معاویہؓ کے مابین شدید اختلاف تھے' ابھی حضرت حسنؓ کی بیعت خلافت کو چھ یا سات ماہ ہی گزرے تھے کہ قتل و قتال سے بچنے کے لئے حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اور بار خلافت سے حضرت معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی: "ابن ھذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین الفئتین من المسلمین" یعنی میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ صحیح ثابت ہوگئی۔ اس مصالحت کے وقت حضرت حسنؓ نے جو بھی شرائط صلح حضرت معاویہؓ کے سامنے رکھے حضرت معاویہؓ نے ان کو قبول فرمالیا اور مدت العمران کا لحاظ رکھا۔ ان میں وافر مقدار میں مال کی شرط بھی تھی جو ان کے آرام و راحت کے ساتھ گزر اوقات کے لئے خوب کافی تھا' لیکن وہ اس مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے تھے حتی کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اپنے موزے بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیئے اور صرف جوتے روک لئے۔ مدینہ پہنچ کر حضرت حسنؓ نے یکسوئی کی زندگی اختیار فرمائی اور عبادت و ریاضت اور دین کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔ آپ نے کئی شادیاں کیں اور ان سے دس یا اس سے بھی زیادہ بچے پیدا ہوئے۔

وفات:

۵۰ یا ۵۱ ہجری میں کسی نے آپ کو زہر دے دیا اور یہی وجہ شہادت بن گیا۔ مدینہ کے امیر سعید بن العاصؓ نے نماز پڑھائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حلیہ:

آپ شکل و صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنی گود میں اٹھالیا اور حضرت علیؓ کے سامنے فرمایا کہ حسن تمہارے مشابہ نہیں ہیں یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں۔ حضرت علیؓ سنتے رہے اور ہنستے رہے۔ امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ کا یہی قول نقل کیا ہے۔

فضائل:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل بڑی حد تک مشترک ہیں' اس لئے ان کے مناقب و فضائل بھی حضرت حسینؓ کے تذکرہ کے بعد ہی ذکر کئے جائیں گے' محدثین میں امام بخاری' امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ وغیرہم نے بھی ایسا ہی کیا ہے کہ دونوں کے فضائل و مناقب ایک ساتھ ہی ذکر کئے ہیں۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے نواسے اور حضرت علی و حضرت فاطمہؓ زہرا کے چھوٹے صاحبزادے حضرت حسینؓ کی ولادت شعبان ۴ ہجری میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کا نام حسین رکھا' ان کو شہد چٹایا' ان کے منہ میں اپنی زبان مبارک داخل کر کے لعاب مبارک عطا فرمایا اور ان کا عقیقہ کرنے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے ان کے عقیقہ کے

بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ کی طرح حضرت حسینؓ بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشابہ تھے اور آپ کو ان سے بھی غیر معمولی محبت اور تعلق تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ان کی عمر صرف چھ یا سات سال تھی' لیکن یہ چھ' سات سال آپ کی صحبت اور شفقت ومحبت میں گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خاص لطف وکرم اور محبت کا برتاؤ کیا۔ حضرت عمرؓ کے آخری زمانہ خلافت میں آپ نے جہاد میں شرکت شروع کی ہے اور پھر بہت سے معرکوں میں شریک رہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ان کے گھر کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا' حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ نے جب حضرت معاویہؓ سے مصالحت کر کے خلافت سے دستبرداری کے ارادہ کا اظہار کیا تو حضرت حسینؓ نے بھائی کی رائے سے اختلاف کیا' لیکن بڑے بھائی کے احترام میں ان کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ البتہ جب حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے یزید کی خلافت کی بیعت لی تو حضرت حسینؓ اس کو کسی طرح برداشت نہ کر سکے اور یزید کے خلیفہ بن جانے کے بعد اپنے بہت سے مخلصین کی رائے ومشورہ کو نظر انداز کر کے جہاد کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے کوفہ کے لئے تشریف لے چلے' ابھی مقام کربلا ہی تک پہنچے تھے کہ واقعہ کربلا پیش آیا اور آپ وہاں شہید کر دیئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

تاریخ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری ہے' اس وقت عمر شریف تقریباً ۵۵ سال تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل حضرت فاطمہ زہراؓ ہی سے چلی ہے اور ان کی اولاد میں حضرات حسنین اور ان کی دو بہنیں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم اجمعین ہی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بقائے نسل کا ذریعہ بنے ہیں۔

حضرات حسنینؓ کے فضائل ومناقب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کے صحابی ہونے کا شرف کیا کم ہے' پھر آپ کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے بہت محبت بھی تھی۔ شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ یہ دونوں بھائی بچپن میں حالت نماز میں آپ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے' کبھی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے گزرتے رہتے اور آپ نماز میں بھی ان کا خیال کرتے' جب تک وہ کمر پر چڑھے رہتے' آپ سجدہ سے سر نہ اٹھاتے۔ آپ اکثر انہیں گود میں لیتے' کبھی کندھے پر سوار کرتے ان کا بوسہ لیتے انہیں سونگھتے اور فرماتے: "انکم لمن ریحان اللہ" تم اللہ کی عطا کردہ خوشبو ہو۔ ایسے ہی ایک موقع پر حضرت اقرع ابن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کر دیا: اے اللہ کے رسولؐ! میرے تو دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا: "انہ من لا یرحم لا یرحم" جو رحم نہیں کرتا' اس پر بھی منجانب اللہ رحم نہیں کیا جاتا۔ آیت تطہیر کے نزول کے بعد آپ نے حضرت علیؓ' حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کو اپنی ردائے مبارک (چادر مبارک) میں داخل فرما کر اللہ سے عرض کیا:

"اللھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔"

(باب مناقب اہل بیت ترمذی شریف)

ترجمہ: "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں' ان سے گندگی کو دور فرما دیجئے اور پاک و صاف کر دیجئے۔"

صحیح بخاری میں حضرت عدی بن ثابتؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے تھے اور یوں دعا کر رہے تھے: "اللھم انی احبہ' فاحبہ" (بخاری ومسلم) (اے اللہ! یہ مجھے محبوب ہے' آپ بھی اسے اپنا محبوب بنا لیجئے)۔

امام بخاری نے ہی حضرات حسنینؓ کے مناقب میں حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے کسی عراقی نے مسئلہ دریافت کیا کہ محرم اگر مکھی مار دے تو کیا کفارہ ہے؟ حضرت ابن عمرؓ نے بڑی ناگواری سے جواب دیا کہ اہل عراق مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھنے آتے ہیں اور نواسۂ رسولؐ (حضرت حسینؓ) کو قتل کر دیا' حالانکہ آپؐ نے اپنے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا: "ھما ریحانتای من الدنیا" (یہ دونوں میرے لئے دنیا کی خوشبو ہیں)۔ (صحیح بخاری)

امام ترمذیؒ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی حدیث ذکر کی ہے کہ میں کسی ضرورت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ گھر کے باہر اس حال میں تشریف لائے کہ آپؐ دونوں کوکھوں پر (یعنی گود میں) کچھ رکھے ہوئے تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے' میں جب اپنے کام سے فارغ ہو گیا تو عرض کیا یہ کیا ہے؟ آپؐ نے چادر ہٹادی، میں نے دیکھا کہ ایک جانب حسنؓ اور دوسری جانب حسینؓ ہیں اور فرمایا:

"ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما"

(ترمذی شریف)

ترجمہ: "اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں' آپ بھی ان سے محبت فرمائیے اور جو ان سے محبت کرے اس کو بھی اپنا محبوب بنالیجئے۔"

"اللھم انی احبھما فاحبھما"

ترجمہ: ''اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں' آپ بھی ان کو اپنا محبوب بنالیجئے۔''

دعائیہ کلمات صحیح سندوں سے حدیث کی متعدد کتابوں میں مروی ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ آپؐ کے یہ دونوں نواسے اللہ کے بھی محبوب اور اللہ کے رسول کے بھی محبوب اور ان دونوں سے محبت رکھنے والے بھی اللہ اور اس کے رسول کے محبوب ہیں' ایک بار ایسا ہوا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے' دونوں نواسے آگئے آپ نے خطبہ روک کر ان دونوں کو اٹھالیا اور اپنے پاس بٹھایا پھر باقی خطبہ پورا کیا۔

امام ترمذی نے حضرت یعلیٰ بن مرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔'' (جامع ترمذی)

ترجمہ: ''حسین میرے ہیں اور میں حسین کا' جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے' حسین میرے ایک نواسے ہیں۔''

حسین منی انا من حسین کے کلمات انتہائی محبت' اپنائیت اور قلبی تعلق کے اظہار کے لئے ہیں' اس کے بعد وہی دعائیہ کلمات ہیں' جن کے متعلق عرض کیا کہ یہ الفاظ متعدد روایات میں مذکور ہیں' اس مضمون کی کئی روایات امام ترمذی نے مناقب الحسن والحسین کے عنوان کے تحت ذکر کی ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی والدہ کو سیدۃ نساء اہل الجنۃ (جامع ترمذی) اور دونوں بھائیوں کو سید اشباب اہل الجنۃ (جامع ترمذی) فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کا معاملہ بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ بہت ہی لطف و کرم کا رہا' ابھی حضرت حسنؓ کے تذکرہ میں گزرا کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو گود میں اٹھالیا تھا بلکہ بعض روایات میں تو کندھے پر بٹھانے کا ذکر ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں دونوں بھائیوں کا وظیفہ اہل بدر کے وظائف کے بقدر پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا اور اس کی وجہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرابت بیان کی' حالانکہ یہ دونوں حضرات ان کے دور خلافت کے آخر میں بالکل نوجوان ہی تھے' حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رسول اللہؐ کے منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت حسینؓ آئے اور حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے کہا: میرے باپ (نانا جان) کے منبر سے اترو اور اپنے والد کے منبر پر جاکر خطبہ دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا: میرے باپ کا تو کوئی بھی منبر نہیں ہے یہ کہا اور ان کو اپنے پاس منبر پر بٹھالیا اور بہت اکرام اور لطف و محبت کا معاملہ کیا۔ انہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں یمن سے کچھ حلے (چادروں کے جوڑے) آئے' آپ نے وہ صحابہ کرامؓ کے لڑکوں میں تقسیم کردیئے اور حضرت حسینؓ کے لئے ان سے بہتر حلے منگوائے اور ان دونوں بھائیوں کو دیئے اور فرمایا اب میرا دل خوش ہوا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء)

یہ دونوں بھائی اگرچہ کثیر الروایت نہیں لیکن پھر بھی براہ راست رسول ﷺ اور اپنے والدین سے احادیث رسول اللہ ﷺ نقل کرتے ہیں۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں بھائی بہت ہی عبادت گزار تھے دونوں نے بار بار مدینہ سے مکہ تک پیدل سفر کرکے حج کئے ہیں۔ اللہ کے راستہ میں کثرت سے مال خرچ کرتے تھے' جود و سخا ماں باپ اور نانا جان سے وراثت میں ملی تھی۔ رضی اللہ عنہما و ارضاھما

☆☆.........☆☆

قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کا انجام

حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے قاتلوں کا انجام بھی بڑا عبرتناک ہوا۔ حضرت حسینؓ کے مقام اور مرتبے سے کون سا مسلمان ہے جو ناواقف ہوگا، وہ صحابیت کے شرف کے حامل تھے، وہ نواسۂ رسولؐ تھے، وہ ابن بتولؓ تھے، وہ حیدر کرارؓ کے فرزند تھے، ان کا زہد و تقویٰ مثالی تھا، وہ صورت و سیرت میں اپنے نانا سے بڑی مشابہت رکھتے تھے، مگر ظالموں کو نہ جانے کیا ہوگیا تھا کہ انہوں نے سب کچھ فراموش کردیا، خونی اور مذہبی رشتوں کا بھی پاس نہ رکھا اور خاندانِ نبوت کے گل و لالہ کو ظلم کی چکی میں پیس کر رکھ دیا، لیکن ان میں سے کوئی بھی ظلم کے انجام بد سے نہ بچ سکا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ کے قاتلوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچا جو کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ بعض اندھے ہوگئے، بعض خوفناک بیماریوں میں مبتلا ہوگئے، بعض پاگل اور دیوانے ہوگئے، بعض کو اذیتیں دے کر قتل کردیا گیا۔ جب عبدالملک بن مروان کے زمانے میں مختار بن ابی عبید ثقفی نے کوفہ پر قبضہ کرلیا تو اس نے اپنا مشن ہی یہ بنالیا تھا کہ وہ کربلا میں ستم ڈھانے والوں کی ٹوہ میں لگا رہتا تھا اور انہیں چن چن کر اپنی خونی تلوار کا نشانہ بناتا تھا، اس کے سامنے جب ایسے لوگوں کو لایا جاتا تو وہ ان میں سے کسی کے ہاتھ کٹوادیتا، کسی کو تیروں سے مروادیتا اور کسی کو زندہ جلادیتا۔

(اقتباس ندائے منبر و محراب از مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ)

معرکہ یمامہ کی سرزمین پر چند گھنٹے!

تیسری اور آخری قسط

مولانا عبدالمالک مجاہد

مسیلمہ کذاب نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نقالی کرنے کی پوری کوشش کی۔ اسے کسی نے بتایا کہ اللہ کے رسولؐ نے کسی کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو اس کا پانی زیادہ ہوگیا، اب اس نے بھی ایک کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی مکمل طور پر خشک ہوگیا، ایک اور کنویں میں تھوکا تو اس کا پانی کڑوا ہوگیا۔ مسیلمہ کذاب نے وضو کیا اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے کھجور کے ایک درخت کو سیراب کیا تو وہ خشک ہوگیا۔

اس نے سنا کہ اللہ کے رسول بچوں کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرتے ہیں تو اس نے بھی حکم دیا کہ اس کے پاس بچے لائے جائیں۔ اس کے پاس بچے لائے گئے، اس نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ گنجے ہوگئے اور بعض کی زبان ہکلانے لگی، ایک ایسا شخص لایا گیا جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ مسیلمہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھا ہوگیا۔ بعض اوقات علاقائی تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً سیف بن عمر یمامہ آیا تو اس نے پوچھا: مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: خاموش ہو جاؤ! رسول اللہ کہو (استغفر اللہ) اس نے کہا: جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں، یہ نہ کہوں گا، جب اس نے اس مسیلمہ کو دیکھا تو کہا: کیا تم مسیلمہ ہو؟ اس نے کہا: ہاں، اس نے پوچھا کہ تمہارے پاس کون آتا ہے؟ اس نے کہا: ''رجس'' اس نے پوچھا: نور میں آتا ہے یا ظلمت میں؟ اس نے کہا: ظلمت میں، اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم کذاب ہو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صادق ہیں۔ لیکن ربیعہ کا کذاب ہمیں مضر کے صادق سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ اجڈ بدو مسیلمہ کا پیروکار بن گیا اور اس کے ساتھ ہی عقرباً کے روز قتل ہوا۔

مسیلمہ کذاب عورتوں کا رسیا تھا۔ اس کے دور میں سجاح نامی عورت نے نبیہ ہونے کا دعویٰ کردیا۔ یہ عرب کے عیسائیوں میں سے تھی، اس کی قوم بھی اس عورت کے ساتھ شامل ہوگئی۔ انہوں نے نہ صرف اس کی نبوت کو تسلیم کیا بلکہ دل وجان سے اس کا ساتھ دینے لگے، سجاح کا کہنا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ مردوں کے لئے بند کیا ہے۔ اللہ نے عورتوں پر تو اسے بند نہیں کیا، اب کوئی مرد نبی نہیں آسکتا مگر عورت نبیہ بن کر آسکتی ہے۔ میں نبیہ ہوں، اس دوران اسے مسیلمہ کذاب کی نبوت کے بارے میں علم ہوا تو یہ اپنی قوم کے بہادروں کے ساتھ یمامہ کا رخ کرتی ہے، تا کہ مسیلمہ کذاب سے نبوت چھین لے۔ مسیلمہ نے اسے امن کا پیغام بھیجا اور کہا: اگر تم واپس چلی جاؤ تو قریش کی نصف زمین تمہیں دینے کی ضمانت دیتا ہوں۔

آپس میں خط و کتابت ہوئی۔ مسیلمہ نے سجاح کو لکھا کہ وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس سے ملنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ایک خیمہ میں ان کی ملاقات ہوئی، جو تین دن تک جاری رہی۔ خلوت کی اس ملاقات کا نتیجہ دونوں کی شادی کی صورت میں برآمد ہوا۔ تین دن کے بعد سجاح اپنی قوم کے پاس گئی تو اس نے قوم کو خوشخبری دی کہ اس نے مسیلمہ کے ساتھ نکاح کرلیا ہے۔ اب دیکھئے تعصب، ہٹ دھرمی اور بے غیرتی اسی چیز کا نام ہے۔ قوم کو معلوم تھا کہ سجاح نے بڑا غلط کام کیا ہے۔ نہ کوئی نکاح کا ولی، نہ گواہ نہ ایجاب وقبول، نہ ہی حق مہر۔ مگر پھر بھی وہ سجاح کے حمایتی اور طرف دار بنے رہے۔ اس دوران ایک نسبتاً سمجھدار شخص کو ہوش آیا تو اس نے سجاح سے پوچھ لیا: تم نے نکاح تو کرلیا ہے، مگر تمہارا حق مہر کتنا تھا؟

سجاح نے ذرا غور کیا اور کہنے لگی: ارے! یہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ اچھا میں اپنے شوہر سے پوچھتی ہوں۔ اس نے تو مجھے کوئی حق مہر دیا ہی نہیں۔

قوم نے کہا: یہ نہایت بری بات ہے کہ تمہارے جیسی باوقار عورت بغیر مہر کے کسی سے نکاح کرے۔ اس نے کہا: میں ابھی ایک شخص کو بھیجتی ہوں جو مسیلمہ سے میرے مہر کے بارے میں پوچھ کر آئے۔ اس نے اپنے موذن شبث بن ربعی کو بھیجا۔ مسیلمہ نے اس سے کہا: جا کر اپنی قوم میں اعلان کردو کہ مسیلمہ بن حبیب نے تم سے دو نمازیں فجر اور عشاء ساقط کردی ہیں، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے تھے۔ یہ سجاح کا مہر ہے، اس کی قوم نے سنا تو بہت خوش ہوئے کہ چلو نمازوں سے چھٹی مل گئی۔

اوپر مسیلمہ کے بارے میں جو واقعات آپ نے اب تک پڑھے ہیں، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے آخری دور کے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت آیا تو انہیں بے شمار چیلنجز کا سامنا تھا۔ قبائل کے مرتد ہونے کے علاوہ یمن میں اسود عنسی اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب کا فتنہ سب سے بڑا اور سرفہرست تھا۔ مدینہ منورہ پر حملے کا ڈر بھی تھا کہ دشمن کہیں اسلامی ریاست کو ہی ختم نہ کر دیں۔ منکرین زکوٰۃ کا فتنہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ خلیفہ اول پر لاکھوں بار نہیں کروڑوں بار اللہ کی رحمتیں ہوں اور ان کے درجات بلند ہوں۔ اس بطلِ جلیل نے عزیمت سے کام لیتے ہوئے ان تمام فتنوں کا بڑی خوبصورتی سے مقابلہ کیا۔ قائد ہو تو ایسا، خلیفہ ہو تو ابوبکر صدیقؓ جیسا جنہوں نے لاتعداد مشکلات اور مصائب کے باوجود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا دفاع کیا۔

آیئے ذرا تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل آخری احکامات جیش اسامہ کے حوالے سے دیئے تھے۔ اپنے محب زید بن حارثہؓ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے انہی کے صاحبزادے اور اپنے نہایت چہیتے نوعمر اسامہ بن زیدؓ کو حکم دیا کہ وہ فوج لے کر رومیوں کے علاقے بلقان جائیں۔ موتہ کے مقام پر جہاں تمہارے والد کو شہید کیا گیا ہے، دشمن کو للکارو، یہ علاقہ رومیوں کا تھا، انہیں آپ نے حکم دیا کہ جاؤ رومیوں کے علاقے میں اسلام کا جھنڈا لہرا کر آؤ۔

اسامہ کا لشکر مدینہ کی حدود سے باہر نکلنے والا تھا، جرف کے مقام پر لشکر اسلام اکٹھا ہو رہا ہے کہ اللہ کے رسول کی علالت کی خبر ملتی ہے۔ اسامہ کی والدہ ام ایمن بنو ہاشم کی پرانی خیر خواہ اور ان کی تاریخ سے اچھی طرح واقف تھیں، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ بھی تھیں۔ ام ایمن اللہ کے رسول کے چہرے کو دیکھتی ہیں تو دل میں کچھ خدشات جنم لیتے ہیں، اپنے بیٹے اسامہ کو روک لیا اور پھر ام ایمن کے خدشات درست ثابت ہوئے۔ اللہ کے رسول، اللہ کا پیغام پہنچا کر اپنے رب کے پاس، رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔ مدینہ چاروں طرف سے خطرات میں گھرا ہوا تھا، مگر پہاڑوں سے بھی بلند عزم اور ارادہ رکھنے والے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی آواز بلند ہوتی ہے:

''لوگو سن لو! کوئی غلط فہمی میں نہ رہے، لشکر اسامہ فوری طور پر موتہ کی طرف روانہ ہوگا، کسی کی زبان سے نکلتا ہے: خلیفۃ الرسول! پھر مدینہ کا کیا ہوگا؟ اس کا دفاع کون کرے گا؟ یہ تو دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں: سب سے پہلے اللہ کے رسول کی خواہش اور آپ کے احکامات کو پورا کیا جائے گا۔ اسامہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے موتہ روانہ ہو جاؤ، مدینہ کی حفاظت اللہ کے فضل و کرم سے ہم خود کریں گے۔''

پھر تاریخ نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی جرأت، عزیمت اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ، اللہ کے رسول کی اطاعت اور آپ کے حکم پر عمل کے نتیجے میں اسلام دشمنوں کی ساری طاقتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتی ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ خود اسلامی لشکر کی قیادت کرتے ہیں اور کامیاب لوٹتے ہیں۔ ہر طرف کامیابی کے جھنڈے گاڑھنے والے سیدنا ابوبکر صدیقؓ یمامہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ سیدنا عکرمہ بن ابی جہل کو لشکر کی کمان سونپی جاتی ہے۔ یہ مرد میدان ایک بڑے لشکر کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ عکرمہ کی مدد کے لئے شرحبیل بن حسنہ بھی ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ روانگی سے قبل حسب دستور لشکر کو نصیحتیں فرماتے ہیں:

''عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے، درختوں کو نہ جلایا جائے، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے، یہ اس کا اپنا علاقہ ہے، اس لئے وہ اس کے چپے چپے سے واقف ہیں، تم لوگ نووارد ہو، اس لئے ان کے علاقے میں پہنچ کر اپنے جگری دوست خالد بن ولید کا انتظار کرنا، پھر مل کر دشمن کا مقابلہ کرنا، خالد کے آنے سے پہلے حملہ نہ کرنا، جذبۂ جہاد سے لبریز عکرمہ نے حملہ کرنے میں جلدی سے کام لیا، دشمن کی طرف بڑھے۔''

بنو حنیفہ کے لوگ بڑے ہی بہادر اور جفاکش تھے، انہیں مسیلمہ کذاب جیسا چالاک اور مکار لیڈر ملا تھا، ان لوگوں نے اپنے علاقے میں متعدد قلعے بنا رکھے تھے، خود مسیلمہ کا بھی اپنا قلعہ تھا، یہ اپنے علاقے میں اتنا زیادہ مقبول تھا کہ اسے رحمان یمامہ کہا جاتا تھا، اس کا ایک بڑا باغ تھا جسے اب حدیقۃ الموت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ صرف ایک باغ ہوگا مگر جب ہم وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ صرف باغ نہ تھا بلکہ بہت بڑا قلعہ تھا، اس کی دیواریں اونچی تھیں، دروازہ بڑا ہی مضبوط تھا اور اس کو فتح کرنا آسان کام نہ تھا، ہم لوگ قبرستان کے پاس کھڑے ہو کر صحابہ کرامؓ کو خراجِ تحسین پیش کرتے رہے اور ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

عکرمہؓ بن ابی جہل کا لشکر مسیلمہ کذاب سے ٹکراتا ہے، مگر مسلمانوں کے لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عکرمہؓ اپنے لشکر کے ساتھ پسپائی اختیار کرتے ہیں۔ خلیفۂ وقت کو صورت حال کی فوری اطلاعات مل رہی ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں بیٹھ کر لشکر کی قیادت فرما رہے ہیں اور ہدایات جاری کر رہے ہیں، شکست کی خبر سے خلیفۃ الرسول قطعاً پریشان نہیں ہوئے۔ مسلمان کا تو کام ہی یہی ہے کہ وہ پلٹ کر حملہ کرتا ہے۔ خالد بن ولیدؓ مدینہ کے شمال

میں مرتدین سے فتح حاصل کر کے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ہدایت پر یمامہ کی طرف بڑھتے ہیں۔ اب مسلمانوں کے لشکر کی کمان سیدنا خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں ہے، ان کے ہمراہ مشہور انصاری صحابی ثابت بن قیسؓ بھی ہیں، یمامہ کی راہ پر چلتے ہوئے جن قبائل نے ارتداد اختیار کر لیا تھا، ان کو تہ تیغ کرتے ہوئے صحرائے نجد کو عبور کرتے ہوئے یہ مجاہدین جب یمامہ کے قریب پہنچتے ہیں تو راستے میں انہوں نے دیکھا کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والی سجاح کا لشکر گھوڑوں پر سوار مسیلمہ کی مدد کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ مجاہدین نے اس لشکر پر حملہ کر کے اسے تتر بتر کر دیا، اب یہ مسیلمہ کے لشکر کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتا تھا۔

جب مسیلمہ کذاب کو خالد بن ولیدؓ کے لشکر کی آمد کا علم ہوتا ہے تو وہ اپنے لشکر سے مخاطب ہوتا ہے۔ بڑی زوردار تقریر کرتا ہے، انہیں جنگ پر اکساتا ہے۔ قومی عصبیت کو ابھارتا ہے، ان سے کہہ رہا ہے: ”دیکھو! کہیں تمہاری ناک نہ کٹ جائے، تمہاری عورتیں لونڈیاں نہ بن جائیں۔“ اس کا چالیس ہزار کا لشکر مسلمانوں کے لشکر سے ٹکراتا ہے، بڑے زور کا مقابلہ ہوتا ہے۔ بنو حنیفہ کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تھی۔ یہ علاقہ ان کا اپنا تھا، اس لئے ان کا پلہ بھاری رہتا ہے، مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہ محاذ جنگ بڑا وسیع تھا، کئی مربع میل پر مسلمانوں اور کفار کی فوجیں پھیلی ہوئی تھیں، اس روز مہاجرین کا جھنڈا سالم مولیٰ ابوحذیفہ اور انصار کا جھنڈا ثابت بن قیسؓ کے ہاتھ میں تھا۔ سیدنا خالد بن ولیدؓ کا خیمہ محاذ جنگ سے پچھلی طرف تھا، وہاں ان کی اہلیہ ام تمیم بھی موجود تھیں۔ دشمن کا لشکر مسلمانوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے آگے بڑھتا ہے، یہ لوگ خالد بن ولیدؓ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو وہاں سیدہ ام تمیم تھیں، یہ بھی کوئی عام خاتون نہ تھیں بلکہ ایک بڑے اور طاقتور قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں، دشمن نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو مجاعہ بن مرارہ ان کا دفاع کرتے ہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے ذرا مجاعہ بن مرارہ کے بارے میں بھی جان لیجئے۔ مجاعہ کا تعلق بھی بنو حنیفہ سے تھا۔ یہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے تھا۔ اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر بھی ہوا۔ اسلام بھی قبول کر لیا تھا، مگر جب بنو حنیفہ نے ارتداد اختیار کیا تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی اپنی قوم کے ساتھ شامل ہو گیا یا ان کی حمایت کیا کرتا تھا۔ قومی اور قبائلی تعصب نہایت ہی مہلک بیماری ہے۔ بعض لوگ قومیت اور وطنیت کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ ان کے ہاں تمام اصول وضوابط ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ غالباً علامہ اقبال نے اسی قسم کے حالات اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اپنے مشہور شعر میں فرمایا تھا:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ ملت کا کفن ہے

سیدنا خالد بن ولیدؓ جب یمامہ کی طرف بڑھ رہے تھے تو راستے میں انہیں مجاعہ بن مرارہ دو سو گھڑ سواروں کے ساتھ مل گیا۔ خالد نے حکم دیا کہ ان سب کو پکڑ لیا جائے۔ مجاعہ سمیت تیس آدمی گرفتار ہوئے، باقی صحرا میں بھاگ گئے، ان کے بارے میں تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ بھی مسیلمہ کے ساتھیوں میں سے ہیں، تاہم مجاعہ نے کہا: میں نے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی ہے اور اسلام قبول کیا ہے، میں نے اپنا دین تبدیل نہیں کیا، یہ شخص بہت بڑا دانا اور معاملہ فہم انسان تھا۔ خیر! باقی لوگوں کی تو گردن مار دی گئی، لیکن مجاعہ کے بارے میں ساریہ بن عمرو کی سفارش کام کر گئی، ساریہ نے خالد بن ولیدؓ سے کہا: اگر کسی مرحلہ میں یمامہ کے لوگوں سے گفت و شنید کی ضرورت ہوئی تو مجاعہ سے بہتر کوئی شخص بہتر نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ چونکہ تحقیق طلب تھا، اس لئے مجاعہ کو رسیوں سے باندھ کر ساتھ لے لیا گیا، مجاہدین آگے بڑھتے ہیں۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو مجاعہ کو خالد بن ولید کی اہلیہ کے خیمے ہی میں باندھنے کا حکم دیا گیا۔ ام تمیم سے کہا گیا کہ مجاعہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، جب مسیلمہ کی فوجیں یلغار کرتی ہوئی خیمہ پر قابض ہو گئیں تو یہی مجاعہ ام تمیم کو قتل ہونے سے بچاتا ہے، مسیلمہ کے فوجی ام تمیم کو قید کرنے کا سوچ رہے تھے کہ اتنے میں سیدنا خالد بن ولیدؓ بھی اپنے فوجیوں سمیت وہاں پہنچ جاتے ہیں، وہ شجاعت و بسالت کی ایک نئی تاریخ رقم کرتے ہیں۔

انہوں نے آتے ہی بنو حنیفہ کو للکارا: کون ہے جو میرا مقابلہ کرے؟ اب اس مبارزت کے جواب میں جو بھی آتا وہ سیدنا خالدؓ کی تلوار کا لقمہ بن جاتا، اب انہوں نے مسیلمہ کو للکارا جو وہاں سے بھاگ کر اپنے ساتھیوں سمیت ایک باغ میں جا کر چھپ گیا۔ اس روز بنو حنیفہ نے ایسی جنگ لڑی جس کی مثال نہیں دیکھی گئی۔ مسلمانوں کے علمبردار ثابت بن قیسؓ نے زمین میں نصف پنڈلیوں تک گڑھا کھودا، انہوں نے کفن پہنا اور خوشبو لگائی، اس گڑھے میں اپنے آپ کو گاڑ لیا اور نہایت ثابت قدمی سے لڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

امام ابن کثیر نے بڑی تفصیل سے البدایہ والنہایہ میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے۔ اس میدان کارزار میں صحابہ کرامؓ نے جس استقلال کا مظاہرہ کیا تاریخ میں اس کی مثال نہیں دیکھی گئی، وہ مسلسل اپنے دشمنوں کی طرف پیش قدمی کرتے رہے، حتیٰ کہ اللہ

تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی اور کفار نے پشت پھیر دی، پھر ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں موت کے باغیچے میں لے گئے۔ بنوحنیفہ کو اس باغ میں پناہ لینے کا مشورہ محکم بن طفیل نے دیا تھا، وہاں مسیلمہ بھی موجود تھا، محکم بن طفیل اپنی قوم کو جنگ پر ابھار رہا تھا، وہ تقریر کررہا تھا کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اس کی گردن میں تیر مارا اور وہ قتل ہوگیا۔

بنوحنیفہ نے باغیچے کا دروازہ بند کرلیا۔ صحابہ کرامؓ نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ باغ میں داخل ہونے کا کوئی راستہ نہ تھا، دروازے بند تھے، اس نازک مرحلے پر سیدنا انس بن مالکؓ کے بھائی براء بن مالکؓ نے کہا: ''مجھے چمڑے میں لپیٹ کر نیزوں کے ذریعے اوپر اٹھاؤ اور قلعے کی دیوار کے اوپر سے اندر پھینک دو، چنانچہ مسلمانوں نے یہی طریقہ استعمال کرتے ہوئے انہیں باغ کے اندر پہنچادیا، اب انہوں نے دروازے پر مامور لوگوں سے لڑائی کرکے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہوگئے۔ امام ابن کثیرؒ کے مطابق مسیلمہ کذاب کی فوج ایک لاکھ تھی، جبکہ مسلمانوں کی تعداد دس ہزار تھی، ان میں سیدنا امیر حمزہؓ کا قاتل ''وحشی بن حرب'' بھی شامل تھا، اس نے سوچا آج موقع ہے کہ میں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرسکوں۔ اس نے مسیلمہ کا نشانہ لیا اور اپنے نیزے کو پوری قوت اور مہارت سے اس کی طرف پھینک دیا، مسیلمہ شدید زخمی ہوگیا اور زور سے دھاڑا، اس دوران سیدنا ابو دجانہؓ اس کے سر پر پہنچ گئے۔ پوری طاقت سے اس کے سر پر تلوار ماری اور جسم کے دو ٹکڑے کردیئے، اس وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ جنگ میں مسیلمہ کا وزیر اور کمانڈر رجال بن عنفوہ بھی واصل جہنم ہوا۔

یہ رجال بن عنفوہ وہ بدبخت انسان ہے جو مدینہ شریف گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا، کچھ عرصے تک یہ مدینہ منورہ میں رہا۔ قرآن کریم سیکھا، سورۂ بقرہ بھی یاد کرلی، بنوحنیفہ میں فتنے کا سبب یہی شخص بنتا ہے، یہ وہ ظالم شخص ہے کہ جب یمامہ میں یہ واپس آیا اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: اللہ کے رسول نے مجھے کار نبوت میں شریک کرلیا ہے تو قوم تذبذب کا شکار تھی، اس موقع پر رجال بن عنفوہ نے گواہی دی کہ میں نے خود اللہ کے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسیلمہ میرے ساتھ میرے کام میں شریک ہے۔ اس کی جھوٹی گواہی سے قوم میں بڑا فتنہ پیدا ہوا، لوگوں نے اس بدبخت کی بات کا یقین کرلیا اور مسیلمہ کی نبوت پر ایمان لے آئے۔

اس موقع پر سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ایک حدیث کا تذکرہ ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

''میں اللہ کے رسول کے پاس ایک جماعت کے ہمراہ موجود تھا، ہمارے ساتھ رجال بن عنفوہ بھی تھا، آپ نے پیشگوئی فرمائی، ترجمہ: ''تمہارے درمیان ایک ایسا شخص بھی موجود ہے، جس کی داڑھ جہنم کی آگ میں اُحد پہاڑ سے بھی بڑی ہوگی۔''

سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں: ایک وقت ایسا بھی آیا جب اس مجلس میں موجود تمام لوگ سوائے میرے اور رجال بن عنفوہ کے وفات پاگئے، اب میں بڑا خوفزدہ تھا، مگر اچانک میری مشکل حل ہوگئی، ہوا یوں کہ رجال بن عنفوہ مسیلمہ کذاب کا حامی بن کر اس کے ہمراہ نکلتا ہے اور اس کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے، مجھے اطمینان ہوگیا کہ اللہ کے رسول کی پیشگوئی اسی بدنصیب کے بارے میں تھی، رجال کا فتنہ مسیلمہ کے فتنے سے بھی بڑا تھا۔ رجال بھی اس جنگ میں واصل جہنم ہوا۔

قارئین کرام! جبیلہ کا قصبہ کوئی زیادہ بڑا نہیں، مجھے وہ حدیقہ دیکھنے کا بہت شوق تھا، جسے بعد میں حدیقۃ الموت کا نام دیا گیا۔ اب اس جگہ قبرستان ہے۔ جہاں صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں، جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس علاقے میں متعدد قبرستان ہیں۔ عبدالحمید صاحب گاڑیوں کے قافلے کی رہنمائی کرتے ہوئے اوپر سے چکر لگا کر ایک قدرے چھوٹی گلی میں داخل ہوئے۔ یہ گلی آگے جاکر خاصی کھل گئی، اس کے دائیں جانب کئی ایکڑ میں پھیلا ہوا قبرستان ہے، جس کی قبریں اب بڑی حد تک زمین کے برابر ہوچکی ہیں۔ سعودی حکومت نے اس کے گرد دیوار بنادی ہے، اندر کوئی شخص نہیں جاسکتا، تاہم دیوار زیادہ اونچی نہیں ہے، میں چشم تصور سے ایک مرتبہ پھر ان شخصیات کو آگے بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا جو عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک ہزار سے زائد کلو میٹر کا فاصلہ طے کرکے یہاں پہنچے تھے۔

اسلام کی بنیادوں کو تحفظ دینے کے لئے لڑی جانے والی اس جنگ میں بنوحنیفہ کے ایک سردار مجاعہ بن مرارہ کی حکمت عملی سے بنوحنیفہ کے بہت سارے لوگ قتل ہونے سے بچ گئے۔ انہوں نے سیدنا خالد بن ولیدؓ سے صلح کی درخواست کی جو قبول کرلی گئی۔ انہیں دعوت اسلام دی گئی تو وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور حق کی طرف رجوع کرلیا۔ سیدنا خالد بن ولیدؓ نے جن عورتوں کو قیدی بنایا تھا، ان میں سے بعض کو ان کے اہل خانہ کی طرف واپس کردیا اور بقیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں روانہ کردیا۔ سیدنا علی بن ابی طالبؓ نے ان میں سے ایک لڑکی کو لونڈی بنایا اور وہی آپ کے بیٹے محمد کی ماں ہے، جسے تاریخ محمد ابن الحنفیہ کے نام سے جانتی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ امت کراچی، ۸، ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ستمبر ۲۰۱۵ء)

چھ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

مولانا عبدالرؤف (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابرین کی سرپرستی میں دینی مدارس، اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز اور نوجوان نسل کو عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے اندرون و بیرون ملک مختلف پروگرامز منعقد کرتی ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی کراچی مرکز میں ہونے والا سالانہ پانچ روزہ کورس بھی ہے جو ہر سال بقرہ عید کے متصل بعد منعقد ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال بھی حسب سابق یہ کورس مورخہ ۱۳ تا ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۸ ستمبر تا ۴ اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز پیر تا بروز اتوار بمقام جامع مسجد باب الرحمت دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش میں منعقد ہوا اور پانچ کے بجائے چھ روزہ رکھا گیا۔ ۱۷ ذوالحجہ مطابق ۲ اکتوبر بروز جمعہ کو تعطیل رہی۔

ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم نے بھی شفقت فرماتے ہوئے اپنے قیمتی لمحات میں سے وقت نکال کر ہمیں اور کورس کے طلباء کو استفادہ کا خوب موقع عنایت فرمایا۔ کورس کے پورے دورانیہ میں حضرت کے دو سبق رکھے گئے تھے لیکن پہلے دن سفر سے تاخیر سے پہنچنے کی بنا پر اس کا متبادل نظم کرلیا گیا، باقی ایام میں حضرت نے تمام سامعین کو اپنے دروس سے مستفید فرمایا۔

الحمدللہ کورس شروع ہونے سے قبل ہی تشہیری و دیگر انتظامات بخوبی مکمل ہوگئے تھے اور دینی مدارس کے طلباء کرام چرم قربانی جمع کرنے کے تھکن کے باوجود کافی تعداد میں صبح سویرے پہنچ گئے تھے جن میں ایک بڑی تعداد دور دراز سے آنے والے طلباء کی بھی تھی۔ دفتر کی جانب سے تمام طلباء کے اعزاز میں بطور اکرام سبق کے اختتام پر کھانے کا بھی نظم کیا گیا تھا۔

کورس میں پڑھانے والے اساتذہ میں استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب کے علاوہ مولانا قاضی احسان احمد (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)، مفتی محمد راشد مدنی (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، رحیم یار خان)، مفتی محمد عبداللہ حسن زئی (مفتی دارالافتاء دفتر ختم نبوت کراچی) مفتی محمد سلمان یاسین (استاذ حدیث جامعہ معہد الخلیل الاسلامی، بہادرآباد)، مولانا علی اکبر جلبانی (استاذ جامعہ انوارالعلوم، مہران ٹاؤن)، مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی)، مولانا محمد قاسم (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)، مولانا محمد شعیب (ذمہ دار حلقہ اورنگی ٹاؤن)، مولانا محمد رضوان (ذمہ دار حلقہ منظور کالونی و استاذ جامعہ انوارالعلوم، مہران ٹاؤن)، مولانا محمد مشتاق (ذمہ دار حلقہ میٹروول)، مولانا نوراللہ رشیدی (چیئرمین ادارہ تبلیغ اسلام پاکستان) اور راقم الحروف شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں اور نجات اخروی کا وسیلہ بنائیں۔ آمین۔

اسباق کی تفصیل درج شدہ نقشہ میں اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

زید حامد سعودی عرب کی جیل سے رہا، پاکستان پہنچ گئے

سیکورٹی معاملات کے حوالے سے خودساختہ تجزیہ کار کو چار ماہ قبل حراست میں لیا گیا تھا

سعودی حکام کے خلاف مدینہ میں تقریر کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا: سفارتی ذرائع

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) سیکورٹی معاملات کے حوالے سے خودساختہ تجزیہ کار زید حامد کو سعودی عرب کی جیل سے رہائی مل گئی، جبکہ وہ پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ دفتر خارجہ کے ترجمان قاضی خلیل اللہ نے زید حامد کی رہائی کی تصدیق کردی ہے۔ قاضی خلیل اللہ نے سعودی عرب میں پاکستان کے سفیر منظور حق کے حوالے سے بتایا ہے کہ زید حامد کو سعودی عرب کی جیل سے رہا کردیا گیا ہے۔ قاضی خلیل اللہ نے کہا ہے کہ سعودی حکام نے ابھی صرف زید حامد کی رہائی کی تصدیق کی ہے، انہوں نے ان پر لگائے جانے والے چارجز کے بارے میں نہیں بتایا۔ سفارتی ذرائع سے ملنے والی معلومات کے مطابق زید حامد کو چار ماہ قبل جون میں سعودی عرب میں حراست میں لیا گیا تھا۔ ذرائع کا کہنا تھا کہ ان پر سعودی حکام کے خلاف مدینہ میں تقریر کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۵ء)

چھ روزہ "تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس" 28رستمبر تا 04راکتوبر 2015ء۔ ۱۳ر تا ۱۹رذی الحجہ ۱۴۳۶ھ

تاریخ	دن	08:30 تا 08:00	09:00 تا 08:30	9:30تا9:00	10:00تا9:30	11:00 تا 10:00	12:30 تا 11:00
۱۳رذی الحجہ 28رستمبر	پیر	تعارف مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عبدالحی مطمئن مدظلہ	آیت خاتم النبیین کی تشریح مولانا عبدالحی مطمئن مدظلہ	عقیدہ ختم نبوت از قرآن کریم مولانا عبدالرؤف مدظلہ	عقیدہ ختم نبوت از قرآن کریم مولانا محمد مشتاق مدظلہ	تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ	عقیدہ ختم نبوت پر قادیانی شبہات کے جوابات مولانا عبدالحی مطمئن مدظلہ
۱۴رذی الحجہ 29رستمبر	منگل	چند اہم پیشگوئیاں مولانا محمد قاسم مدظلہ	تعارف مرزا غلام احمد قادیانی مولانا محمد شعیب مدظلہ	قادیانی اور شعائر اسلام مفتی محمد سلمان یاسین مدظلہ		گستاخ رسول کی شرعی سزا از قرآن وسنت اور آئین پاکستان مفتی محمد سلمان یاسین مدظلہ	عقیدہ ختم نبوت اور اکابرین امت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ
۱۵رذی الحجہ 30رستمبر	بدھ	دور حاضر اور جدید فتنے مولانا عبدالرؤف مدظلہ		عقیدہ ختم نبوت از احادیث طیبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ		عقیدہ ظہور مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی مولانا علی اکبر مدظلہ	عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قادیانی شبہات کے جوابات مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ
۱۶رذی الحجہ 01راکتوبر	جمعرات	جھوٹے مدعیان نبوت کا تعارف مولانا عبدالرؤف مدظلہ	ردعیسائیت مولانا نوراللہ رشیدی مدظلہ	عقیدہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام از قرآن کریم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ		اسلام اور قادیانیت کا اصولی اختلاف مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ	عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور اکابرین امت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ
۱۸رذی الحجہ 03راکتوبر	ہفتہ	تحریک ختم نبوت,1953ء,1974ء اور 1984ء مولانا محمد رضوان مدظلہ		عقیدہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام از احادیث طیبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ		حجیت حدیث اور فتنہ انکار حدیث مفتی عبداللہ حسن زئی مدظلہ	ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟ مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ
۱۹رذی الحجہ 04راکتوبر	اتوار	اوصاف نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ		تیاری امتحان		امتحان	اختتامی کلمات ودعا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

مسعود ساحر

قسط:۴۵

۱۸ رمئی ۱۹۸۲ء کو جاری ہونے والے اعلامیہ میں کہا گیا کہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارت قانون وقتاً فوقتاً ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے، جس کے ذریعے ان قوانین کو جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہو اور جو اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

چنانچہ اس مروجہ طریقے کار کے پیش نظر متذکرہ بالا وفاقی قوانین (نظر ثانی) آرڈی نینس ۱۹۸۱ء جاری کیا گیا، چنانچہ قانون عبارات عامہ ۱۸۹۷ء کی دفعہ ۶ الف کے مطابق ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو تو ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود موثر رہتی ہے۔ بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذ العمل ہو، اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرض وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور موثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود ایسی ترمیم کی بقا کے لئے یکساں ہے، اس لئے یہ کہنا قطعاً بجا نہیں ہوگا کہ ترمیم اس صورت میں باقی رہے گی، جبکہ متعلقہ ترمیمی قانون کا وجود باقی رہے۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے، ترمیم بہر حال نافذ العمل رہتی ہے۔

چنانچہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ ۱۹۷۴ء کی وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۱ء کی جدول اول میں شمولیت سے مذکورہ ترمیم قانون کے ذریعے کی جانے والی ترمیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بدستور قائم اور رائج ہے، ان سب امور کے باوصف اس میں مسئلے کو پھر سیاسی رنگ دینے اور ابہام پیدا کرنے کی کوشش جاری رہی تو صدر مملکت کی جانب سے ایک انتہائی واضح فرمان جاری ہوا، جس کا متن یہ ہے:

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوری پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص (جو خود کو احمدی کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کئے جائیں اور تاکہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو یا ایسے کسی دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو دستور یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے، اور چونکہ فرمان صدر نمبر ۱۷ مجریہ ۱۹۷۸ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو قادیانی کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لئے واضح حکم کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمان عارضی دستور ۱۹۸۱ء (فرمان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نمبر ۱ مجریہ ۱۹۸۱ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکامات کو جو متعلقہ تھے، اپنا جزو قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ مسلم کی تعریف کی گئی ہے، جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر اور مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو، نہ اسے مانتا ہو، جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ غیر مسلم سے ایسا شخص مراد ہے، جو مسلم نہ ہو، اس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ، پارسی مذہب سے تعلق رکھنے والا شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا شخص شامل ہے

اور چونکہ مذکورہ بالا دستور (ترمیم ثانی)

ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء نے دستور میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کرلیا تھا اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ ۱۹۸۱ء) مسلم طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا جو اپنا مقصد حاصل کرچکے تھے اور چونکہ جیسا کہ مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں، مذکورہ بالا آرڈی نینس کے اجرا سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا ۵ رجولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے قانونی صورت حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لئے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے:

۱:... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (۱) یہ فرمان ترمیمی دستور کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہوگا (ii) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲:... استقرار بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی استقرار) آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ ۱۹۸۱ء) کی جدول اول میں دستور ترمیم نظر ثانی ایکٹ بابت ۱۹۷۴ء (نمبر ۱۹ بابت ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے جس کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں:

(الف) مذکورہ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا اور نہ ہوگا جو مذکورہ بالا دستور کے جزوی حیثیت سے برقرار ہیں یا (ب) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو احمدی کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

۱۹۷۷ء میں مارشل لاء کے نفاذ اور دستور کی معطلی سے یہ اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ۱۹۷۳ء کے دستور میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی آئینی ترامیم غیر موثر ہو جائیں گی۔ ان خدشات کے ازالے کے لئے مارشل لاء کا یہ غیر مبہم اعلان سامنے آیا۔

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج مکمل خوراک
فیصل
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	بکرا موتھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	بج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دار چینی	اکر	الائچی خورد	بیج کا کنج	تخم فلاوزہ
ورق طلاء	لونگ	ماکی	الائچی کلاں	[illegible]	
ورق نقرہ	گوند کیکر	جوز سوختہ	زنجبیل	بالچھڑ	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	رس کونڈی	بہمن سفید	گوند کتیرا	

33 اجزاء

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لئے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جدوار مرجان	مغز تربوز
گل [illegible]	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلائر کالونی فیصل آباد

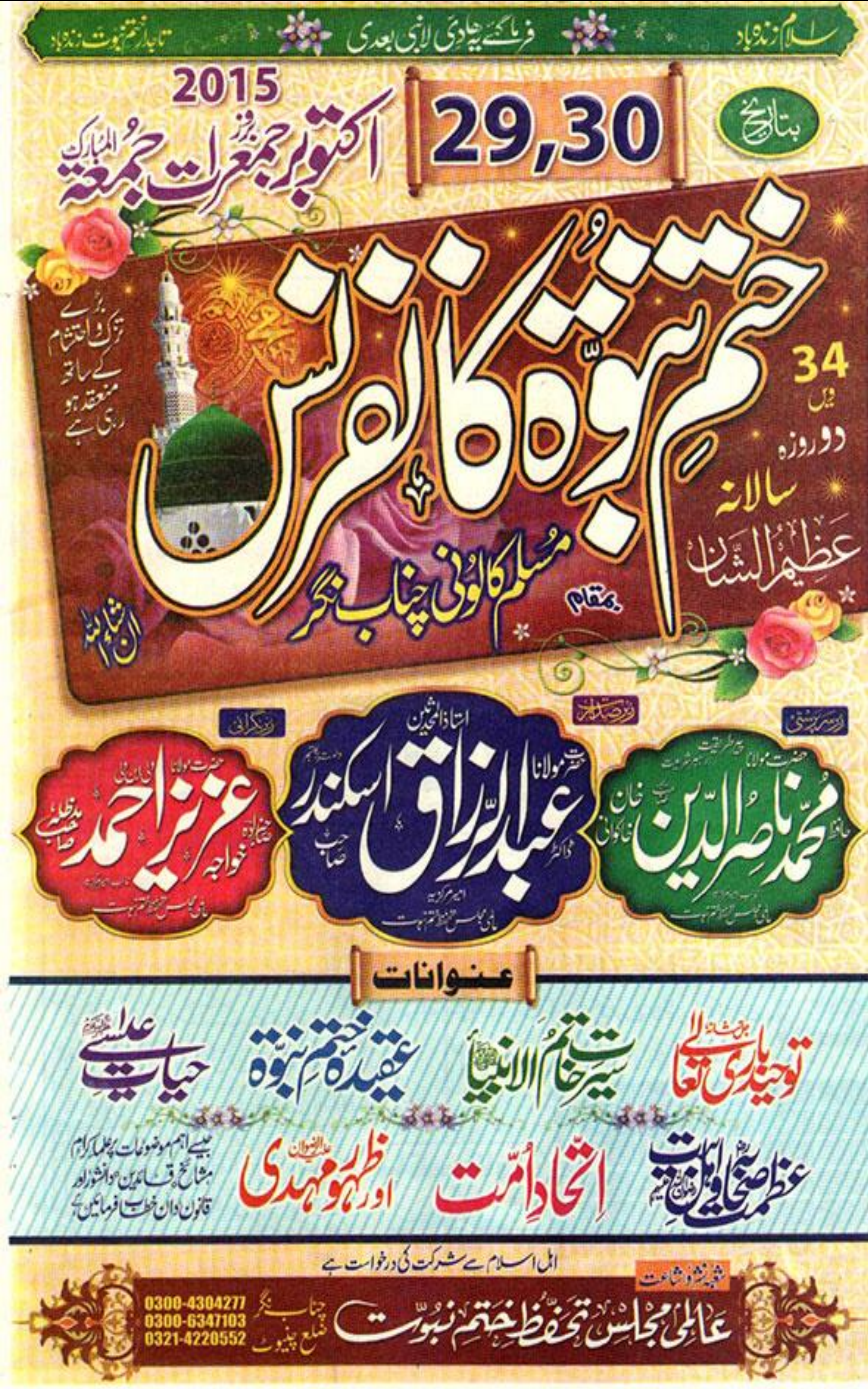
اسلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی
تاجدار ختم نبوت زندہ باد
بتاریخ
29,30
اکتوبر بروز جمعرات جمعۃ المبارک
2015
34 ویں
دو روزہ
سالانہ
عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس
بمقام
مسلم کالونی چناب نگر
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
ان شاء اللہ
زیر سرپرستی
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی
زیر صدارت
استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر نگرانی
حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
عقیدہ ختم نبوت
حیات عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم
اتحاد امت
اور ظہور مہدی علیہ الرضوان
جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
چناب نگر ضلع چنیوٹ
0300-4304277
0300-6347103
0321-4220552